معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام کی آبرو

www.KitaboSunnat.com

تالیف
ڈاکٹر سلیمان بن حمد العودة
پروفیسر اسلامک ہسٹری قصیم یونیورسٹی سعودی عرب

مترجم
نثار احمد محمد مستقیم مدنی
عمید جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی

تحفظ الایمان
النور کالونی، سری نگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
صحابہ کرام کی آبرو

تالیف
ڈاکٹر سلیمان بن حمد العودۃ
پروفیسر اسلامک ہسٹری قصیم یونیورسٹی، سعودی عرب

مترجم
نثار احمد محمد مستقیم مدنی
عمید جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی

ناشر
تحفظ الایمان، النور کالونی، سرینگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی آبرو

تالیف : ڈاکٹر سلیمان بن حمد العودۃ

(پروفیسر اسلامک ہسٹری قصیم یونیورسٹی، سعودی عرب)

مترجم : نثار احمد محمد مستقیم مدنی

(عمید جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی)

قیمت : 60 روپے

ناشر :تحفظ الایمان، النور کالونی، سرینگر

ملنے کا پتہ

النور کالونی، سری نگر۔

جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست موضوعات

۱- مقدمہ ۱۱

۲- تمہید ۱۳

۳- شرف صحابیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ۲۲

۴- صحابہ کرام کو موضوع سخن کیوں بنائیں؟ ۲۶

۵- معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی آبرو اور دروازہ کا تالا ہیں ۲۹

۶- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ۳۴

اوّل:

۷- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ۳۷

۸- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آپ کا مقام ومرتبہ ۳۷

۹- معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں چند حدیثیں ۳۹

۱۰- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات ۴۴

دوم

۱۱- خلفائے راشدین کے عہد میں اپنی خلافت سے قبل ۴۶

سوم

۱۲- اہل بیت نبوی کے یہاں آپ کا مقام ومرتبہ ۵۶

چہارم

۱۳- صحابہ کرام کے یہاں اُن کا مقام ومرتبہ ۵۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پنجم

۱۴- تابعین عظام کے یہاں آپ کا مقام ومرتبہ ۶۲

ششم

۱۵- معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں اہل علم کے تعریفی کلمات ۶۴

هفتم

۱۶- معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض فرمودات
(اہل فضل کا اعتراف اور ان کی سیاسی بصیرت) ۶۶
۱۷- ہلاکت خیز مصائب اور ان کا علاج ۶۹
۱۸- ایک دوسری مصیبت اور اس کا علاج ۷۰
۱۹- معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید رحمہ اللہ کی بیعت ۷۲
۲۰- معاویہ رضی اللہ عنہ کی عیب چینی کرنے والی جماعتیں ۷۳
۲۱- مراجع ومصادر ۷۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی گزرے ہیں۔ آپ نے ۲۰ ؍سال شام میں حکومت کی ہے۔ یہ کاتب وحی بھی تھے، ان کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں، اس طرح معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تمام امت کے ماموں ٹھہرے۔ اللہ تعالی نے صحابہ کرام کی جماعت کو بطور اتباع کے پیش کیا ہے، جو لوگ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے مغفرت بڑا ثواب ہے۔ (حجرات:۳)

اللہ تعالی نے ایمانِ صحابہ کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے:

فَإِنْ آمَنُواْ بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. (البقرة:۱۳۷)

اگر وہ اہل کتاب تم جیسا (صحابہ کرام) ایمان لائیں تو ہدایت پائیں گے۔ اگر منہ موڑیں گے تو صریح اختلاف میں ہیں۔ اللہ عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

قریش کے خاندان بنوامیہ اور بنو ہاشم بہت مشہور اور زیادہ طاقتور مانے جاتے تھے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنوامیہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اسی خاندان سے خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان (ذوالنورین) رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تاریخ اسلام کے زرّیں اوراق میں آپ کو بنوامیہ کے بکثرت افراد ملیں گے جنھوں نے اسلام کی خاطر سب کچھ قربان کیا یہاں تک کہ حبشہ کی ہجرت میں زیادہ تر بنوامیہ ہی کے لوگ تھے۔ بنو ہاشم میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت جعفر بن طیار حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اور ان کے والد اور والدہ نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد خوب اسلام کی خدمت کی ہے، ابوسفیان نے تو اپنی آنکھیں جنگ یرموک اور حنین میں دیں۔ صحابہ پر طعن و تشنیع دراز کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ تم میں سے کوئی آدمی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مُد جو کو بھی نہیں پہنچ سکتا، نہ اس کے نصف مُد کو۔ (بخاری، مسلم)

امت مسلمہ کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ صحابہ کرام کو برا بھلا اور ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو معلون، لعنتی اور مردود سمجھیں، بلکہ اس کا اظہار بھی کریں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سب أصحابه فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين ۔(رواہ الطبرانی فی الکبیر، الصحیحہ للالبانی: ۲۳۴۰)

جس نے آپ صلی اللہ عنہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں دیں اُس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اصحاب رسول کو گالیاں مت دینا کیوں کہ ان میں سے کسی ایک صحابہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گھڑی کے لیے کھڑا ہونا تم میں سے ایک آدمی کا ۴۰ رسال کے عمل سے بہتر ہے۔ (رواہ ابن بطہ وصححہ الالبانی، تخریج شرح العقیدہ الطحاویہ: ۴۶۹)

تفصیل کے لیے میری کتاب ''چار یار باصفا'' کا مطالعہ کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص Hamas کی گورنری سے معزول کیا اور ان کی جگہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تو چند لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ کہنا شروع کیا، یہ سن کر صحابی رسول عمیر رضی اللہ عنہ نے صحابی رسول (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے متعلق فرمایا:

لاتذکرو معاوية الا بخير۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: اے اللہ! معاویہ کے ذریعہ (لوگوں کو) ہدایت دے۔ (ترمذی)

اصل میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف شیعیت نے یہ سب کارنامہ کیا۔ خطہ کے جو لوگ خمینی کو امام کہتے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ خمینی نے اپنی کتاب کشف الأسرار میں لکھا ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اسلام کے احکام سے ناواقف تھے اور ان کو زیب نہیں دیتا کہ امامت کے منصب پر فائز ہوں، حتی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہن کلثوم نے کہا: تمہارے منہ سیاہ ہوں، لعنت ہو تم پر، تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا، قیدی کیا پھر کیوں روتی ہو۔ (جلاء العیون از ملا باقر مجلسی ۵۷/۲)

ابن علقمی، جو رافضی تھا، اس نے منگولیوں کی مدد سے بغداد کی حکومت کو گرایا، ۵/ لاکھ مسلمان اس میں قتل ہوئے، اقبال نے سچ فرمایا:

جعفر از بنگال صادق از دکن
ننگ ملت ننگ قوم ننگ وطن

صحابہ کے حالات پر ابن حجر کی الاصابہ، عزالدین ابن الاثیر کی اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور کتاب المعرفت عبداللہ عیسیٰ پڑھیں، بدقسمتی سے شیعہ قوم کی دیکھا دیکھی اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے بہت سے سنی لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس طرح پیش کیا ہے جیسے وہ صحابی ہی نہ تھے۔ حالانکہ مروان رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہی نہیں جانتے یہ سب قرآن وحدیث اور تاریخ سے بے خبری ہی کا نتیجہ ہے۔

حضرت مروان کے پوتے ولید بن عبدالملک کا نکاح ضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سگی پوتی سے ہوا تھا۔ حضرت یزید کی بہن کا نکاح حضرت حسین سے ہوا تھا۔ حضرت حسن، حسین رضی اللہ عنہما مروان کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے تھے اور مروان کے بیٹے عبدالملک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔

عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے عمر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۵ سال کی تھی اوران کا جنازہ مروان بن حکم نے ہی پڑھایا۔

بہت سے سنی علماء نے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے ایسی کتابیں لکھیں جن سے عام لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طرح طرح باتیں کرنے لگتے ہیں، ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ کی خلافت وملوکیت نے یہ کام زیادہ کیا، جس کا بہترین جواب حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے ''خلافت اورملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'' کے نام سے دیا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عظیم کارناموں پر درجنوں کتابیں اہل سنت والجماعت کے علماء نے لکھی ہیں۔ یہ معاویہ ہی تھے جن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی کی کہ معاویہ جب آپ بادشاہ بن جاؤ گے تو لوگوں سے نیک سلوک کرنا (ترمذی) اور یہ دعائیں بھی ان کے لیے دی ہیں، اللھم اجعلہ ھادیاً...الخ۔ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دے اوران سے لوگوں کو ہدایت کر۔

میرے دوست محترم مولانا نثار احمد سنابلی پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ سنابل سے ۲۰۱۵ء سے تعارف ہوا ہے۔انھوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں، شیعیت کے رد میں کتاب بنام اہل بیت چند سال پہلے لکھی ہے۔

ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے، میں نے ان کی کتاب پڑھی ہے۔ پہلے قسط وار مضامین کی شکل میں ماہنامہ تبیان میں بھی چھپ گئی ہے۔آپ نے معاویہ بن ابی سفیان پر بے شمار کتابوں سے خوشہ چینی کر کے بہت اہتمام اور غیر معمولی محنت کر کے ایک حسین وجمیل گلدستہ کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

جب تک صحابہ اوراسلام سے ہماری سچی محبت تھی ساری دنیا ہم سے ڈرتی تھی، بقول اکبرالہ آبادی:

اللہ کی راہ اب تک ہے کھلی آثار نشاں سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پہ چلنا چھوڑ دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افسوس کہ آج ہم سب سے ڈرتے ہیں اور ہم سے کوئی نہیں ڈرتا۔ آخر ایسا کیوں ہوا! یہ سب صحابہ کی محبت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ ہمارا حقیقی ایمان ہم سے رخصت ہو گیا ہے۔ ایران میں لاکھوں سنی مارے گئے اور ہم نیند کر رہے ہیں۔

اللہ تعالی محترم مولانا نثار احمد سنابلی مدنی کو صحت و سلامت رکھے، ان کی کتاب معاویہ بن ابی سفیان پڑھنے سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے، میں نے ان سے گزارش کی کہ اس کتاب کو مجھے چھاپنے کی اجازت دیں یا خود چھپوائیں جو خرچہ اس پر آئے گا میں وہ برداشت کروں گا۔ انھوں نے اس عرض داشت کو قبول کیا، اللہ تعالی خواص وعوام کو اس سے بھرپور فائدہ کی توفیق بخشے اور مصنف ومترجم کے لیے ذریعہ نجات اور توشۂ آخرت بنائے، آمین یارب العالمین

ایں دعا از و من از جملہ جہاں آمین باد

والسلام

مفتی عبدالرؤف گلاب

النور کالونی، چھانہ پورہ، کشمیر

فون نمبر 09469033962

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وبعد

مجھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت پوچھا گیا اور لوگوں نے بھی زمانہ قدیم وجدید دونوں زمانوں میں ان کی شخصیت کو موضوع سخن بنایا ہے، خصوصاً اس میڈیا انقلاب کے زمانہ میں جہاں ایک طرف بیشتر ذرائع ابلاغ کا جوشیلا اور ہیجان بپا کرنے والا انداز فرقہ وارانہ باتوں کو ہوا دے رہا ہے اور دوسری طرف ٹیلی ویژن چینل دل کھول کر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کر رہے ہیں۔ ایسے کشمکش کے ماحول میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک ایسی مبنی برحق گفتگو کے ذریعہ حصہ داری ضروری ہوجاتی ہے، جو انھیں انصاف دلا سکے اور معترضین کے اعتراضات کا دفاع کرتے ہوئے باطل پرستوں کے اتہامات کی قلعی کھول سکے، لہٰذا یہ کتاب معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے ایک معمولی اضافہ ہے۔

میں بریدہ شہر (سعودی عرب) کے کلچرل کلب (نادی ادبی) کا ممنون ہوں جنھوں نے مجھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر ایک محاضرہ کی فرمائش کی۔ میں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، چنانچہ یہ لیکچر اس کتاب کے لئے بنیاد بنا، پھر اس میں کچھ اضافہ کیا اور معلومات کو مستند بنانے کے لئے کئی مراجع ومصادر کی طرف رجوع کیا۔ اضافہ اور توثیق کے بعد یہ لیکچر کتاب کی فائنل شکل میں آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

اللہ ربّ العالمین سے دعا گو ہوں کہ اسے لوگوں کے لئے نفع بخش اور اپنے لئے خالص کردے۔

ڈاکٹر سلیمان بن حمد العودہ
پروفیسر اسلامک ہسٹری قصیم یونیورسٹی

suliman-alodah@hotmail.com

١٤٣٦/٢/٢٠ھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تمہید

صحابۂ کرام کے فضائل اور ان پر دشنام طرازی کی سنگینی

کسی بھی صحابی رسول کو موضوع سخن بناتے وقت صحابۂ کرام کے فضائل و مناقب، ان پر سب وشتم کی شناعت، ان کی عدالت و دیانت کا برملا اظہار اور ان کی قربانیوں و جہاد کو خراج عقیدت پیش کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ امت مسلمہ کے لئے محافظ تھے۔ ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد امت اس موڑ پر جا پہنچی جس کا اس سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم أتت السماء ماتوعد وأنا أمنة لأصحابي فإذا ذهبت أتى أصحابي مايوعدون وأصحابي أمنة لأمتي فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي مايوعدون. (صحيح مسلم: ۴/۱۹۶۱، رقم: ۲۵۳۱)

''ستارے آسمان کے محافظ ہیں، ان کے چلے جانے کے بعد آسمان کو وہ چیزیں لاحق ہوں گی جن کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لئے محافظ ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ سے جن چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ان سے دوچار ہوں گے، اور میرے اصحاب میری امت کے محافظ ہیں، جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو میری امت کو وہ لاحق ہوگا، جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

صاحب النهاية فرماتے ہیں کہ حدیث میں ''الأمنة'' یہ امین کی جمع ہے، جس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی محافظ (یعنی حفاظت و بچاؤ کرنے والے) کے ہیں۔گویا حدیث میں اشارہ ہے کہ اہل خیر کے رخصت ہوجانے کے بعد شر و رو فتن کی آمد کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔(النهاية في غريب الحديث والأثر لابن الأثير ۱/۷۰-۷۱)

نبی صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فضیلت اور ان کی اعلیٰ قدر و منزلت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم.

''سب سے بہتر لوگ میری صدی (زمانہ) کے ہیں، پھر جو ان کے بعد آئیں گے، اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔''

راوی حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اپنے زمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا پھر تین زمانوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ پھر فرمایا:

''ثم يكون بعدهم قوم يشهدون ولا يستشهدون ويخونون ولا يؤتمنون وينذرون ولا يوفون ويظهر فيهم السمن. (صحيح بخارى: ۲۶۵۱، صحيح مسلم: ۲۵۳۵، جامع الأصول ۸/۵۴۷)

''پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی کے لئے طلب کئے بغیر گواہی دیں گے، امانت دار نہ ہوں گے، خیانت کریں گے۔ نذر مان کر پوری نہیں کریں گے اور ان پر موٹاپا ظاہر ہوگا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو گالی گلوچ کرنے سے بارہا منع فرمایا، ارشاد نبوی ہے:

لا تسبوا أصحابي، فو الذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه. (صحيح مسلم: ۲۵۴۰، صحيح بخارى: ۳۶۷۳، جامع الأصول ۸/۵۵۳)

''میرے اصحاب کو گالی مت دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کردے تو ان کے ایک مد (چھ سو گرام) یا نصف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مد (تین سو گرام) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔''

اہل سنت و جماعت کا ان برگزیدہ ہستیوں کی عدالت پر اجماع ہے، یہاں تک کہ خطیب بغدادی الكفاية في علم الرواية (ص۹۳-۹۴) میں فرماتے ہیں:

''اس موضوع سے متعلق روایتوں کی بھرمار ہے، جو سب کی سب نص قرآن کے عین مطابق ہیں، جن کا ماحصل صحابۂ کرام کی پاکیزگی نفس اور ان کی پرہیزگاری و عدالت کی یقین دہانی ہے، لہٰذا ان نفوس قدسیہ کے باطن کی گہری واقفیت رکھنے والی اللہ کی ذات کے تزکیہ وتعدیل کے بعد کسی فرد بشر کے تزکیہ وتعدیل کی قطعاً حاجت وضرورت نہیں رہ جاتی ہے، لہٰذا وہ اسی ممتاز وصف کے آئینہ دار ہیں، تا آنکہ ان میں کسی کے خلاف واضح طور پر قصداً ایسی معصیت کے ارتکاب کا ثبوت فراہم ہو جائے جس میں تاویل واجتہاد کی گنجائش ہی نہ ہو تو اسے عدالت سے خارج قرار دیا جائے گا۔ حالانکہ اللہ ربّ العزت نے انھیں ایسی معصیت کے ارتکاب سے مبرا قرار دے کر اپنے یہاں ان کی شان وشوکت کو بلند کیا ہے۔''

پھر آگے فرماتے ہیں:

''اگر صحابہ کی شان میں اللہ اور اس کے رسول کے مذکورہ بالا فرمودات اور نصوص نہ بھی ہوتے تو ہجرت و جہاد، دین کی خاطر نصرت وحمایت، جان و مال کی قربانی، دین کے تئیں نصح و خیرخواہی اور ان کے مضبوط وقوی ایمان جیسے امور اور ان کے حالات و کیفیات جن پر وہ قائم و دائم تھے بذات خود ان کی عدالت وثقاہت کو یقینی بنانے، ان کی پاکیزگی کا پختہ عقیدہ رکھنے اور ان کے بعد قیامت تک آنے والے تمام عادل و پاکباز قرار دیے جانے والوں میں سے انھیں افضل واشرف قرار دینے کے لئے کافی ہوتے۔''

صحابۂ کرام کی یہ شان کریمی اور عالی مقام ہی ہے کہ میدان کارزار میں مسلمانوں کی صفوں میں صرف ان کا موجود ہونا ہی ان کے فتح وظفر کی علامت ہوتی تھی اور اتنا ہی نہیں بلکہ خود ان صحابہ کے فیض یافتگان تابعین کا بھی وجود میدان جنگ میں فرمان نبوی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بموجب فتح کا نشان ہوتا تھا، اور یہ چیز یہیں پرنہیں رک جاتی بلکہ اتباع تابعین کی موجودگی وشمولیت مجاہدین کی فتح وکامرانی کی دلیل سمجھی جاتی رہی ہے۔اور حقیقت میں یہی اسلامی لشکر کی طاقت وقوت کا زمانہ تھا، جس میں کفر کی بستیوں میں اسلامی جہاد کا بگل بجایا جاتا تھا، چنانچہ صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يأتي على الناس زمان يغزو فيه فئام من الناس فيقولون: فيكم من صاحب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فيقول: نعم، فيفتح لهم، ثم يأتي على الناس زمان فيغزو فئام من الناس، فيقال هل فيكم من صاحب أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم يأتي على الناس زمان فيغزو فئام من الناس، فيقال: هل فيكم من صاحب من صاحب أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فيقولون: نعم، فيفتح لهم. (صحيح بخاري: ٢٨٩٧ وصحيح مسلم: ٢٥٣٢. وفي لفظ هل فيكم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم. (صحيح مسلم: ٢٥٣٢)

’’لوگوں پرایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگوں کی ایک جماعت اللہ کی راہ میں جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کہ کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے؟ (یعنی صحابی ہے؟) تو لوگ کہیں گے: جی ہاں، تو وہ فتح سے ہمکنار ہوں گے، پھر ایک اور زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی ایک جماعت اللہ کی راہ میں جہاد کرے گی تو اسی سے کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے نبی کے صحابی کی صحبت اختیار کی ہے؟ (یعنی تابعی ہے؟) تو وہ لوگ کہیں گے: جی ہاں، تو فتح سے ہمکنار ہوں گے۔ پھر ایک اور زمانہ آئے گا جس میں کچھ لوگ اللہ کی راہ میں لڑائی لڑیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے صحابی رسول کے تابعی کی صحبت اختیار کی ہے؟ (یعنی تبع تابعی ہے؟) تو وہ کہیں گے: جی ہاں، لہٰذا وہ بھی فتح وکامرانی سے سرفراز ہوں گے۔‘‘ اور صحیح مسلم کے بعض الفاظ میں ہے ’’کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو دیکھا ہے۔"

فوائد حدیث:

اس حدیث سے کئی فوائداخذ کئے جاسکتے ہیں:

۱- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں حکم کو اپنی صحبت و دیدار پر معلق کیا ہے اور حالت ایمان میں جو آپ کا دیدار کررہے ہیں انھیں آپ اللہ کی فتح ونصرت کا سبب قرار دے رہے ہیں۔ یہ ایسا خصوصی اور امتیازی وصف ہے جو صحابۂ کرام کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوسکتا، گو دوسروں کے کارنامے اور اعمال ان صحابہ کے اعمال سے زیادہ ہوں۔ (اس کی صراحت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کی ہے۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ۴/۴۶۵)

۲- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر بعد کے ادوار میں صحابی ہونے کے جھوٹے مدعیان کے قول کی تردید موجود ہے، کیونکہ حدیث کا مضمون ہے کہ مسلسل جہادی کارروائیاں اور کفر کی بستیوں میں اسلامی لشکر کی دستک کا سلسلہ جاری رہے گا اور انھیں سے اصحاب رسول، تابعین عظام اور اتباع تابعین کی موجودگی کا سوال ہوگا۔ ماضی میں یہ ساری چیزیں رونما ہوچکی ہیں اور اس زمانہ میں غیر اسلامی ممالک میں اسلامی فوجوں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہوچکا ہے، بلکہ بدقسمتی سے صورت حال اس کے برعکس ہوگئی ہے، جیسا کہ ایک طویل عرصہ سے ہم مشاہدہ کررہے ہیں، خصوصاً اندلس کے علاقوں میں (یعنی غیر مسلم اسلامی ممالک پر چڑھائی کرکے اور ان کی حکومتوں کو تاراج کرکے اپنی قوت وطاقت کا سکہ قائم کررہے ہیں)۔ (فتح الباری ۷/۵)

۳- صحابی کی فضیلت مسلّم ہے خواہ اسے ایک لمحہ ہی کی صحبت نصیب ہوئی ہو، قاضی عیاض رحمہ اللہ کے بقول "کوئی عمل اللہ کے رسول کی صحبت کے مساوی نہیں ہے، کسی بھی چیز کے ذریعہ اس مقام کو (کبھی بھی) حاصل نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ فضائل و مناقب (کے سلسلہ میں یہ ضابطہ ہے کہ) انھیں رائے و قیاس کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔" (شرح صحیح مسلم ۱۶/۹۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴- اور رہی بات مشاجرات صحابہ (ان کے مابین پیش آمدہ اختلافات) کی تو اس سلسلہ میں امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس طرح صحابۂ کرام کے مابین پیش آنے والے بہت سارے اختلافات اور جنگ وجدال کے تئیں خموشی اختیار کرنا (اہل سنت و جماعت کے یہاں) متفقہ اصول ہے، حالانکہ یہ چیزیں کتب ودواوین اور اجزاء حدیثیہ میں ہم سے گزرتی رہتی ہیں، لیکن ان میں سے اکثر منقطع، ضعیف اور بعض جھوٹی ہیں، لہٰذا انھیں لپیٹ دینا، چھپانا اور نیست و نابود کردینا مناسب ہے تاکہ دل صاف ہوجائیں اور صحابۂ کرام کی محبت و شیفتگی اور ان سے رضامندی کے لئے آمادہ وخالص ہوجائیں اور عوام الناس اسی طرح عمومی طور پر علماء سے بھی یہ باتیں مخفی رکھنا ضروری ہے۔''

آگے فرماتے ہیں:

''روافض واہل بدعت اس سلسلہ میں اپنی کتابوں میں جو کچھ نقل کرتے ہیں ہم ان سے صرف نظر کرتے ہیں- کیونکہ اس میں الجھنا باعث فضیلت نہیں، ان میں بیشتر باطل، جھوٹ اور افترا پردازی کا شاخسانہ ہیں- اس لئے کہ باطل روایتوں کو بیان کرنا اور صحاح و مسانید میں موجود حدیثوں کی تردید کرنا روافض کی فطرت ثانیہ ہے اور جس پر مدہوشی طاری ہو اسے کب افاقہ ہوسکتا ہے؟ (سیر أعلام النبلاء ۱۰/۹۲، ۹۳)

یہ سرسری طور پر صحابۂ کرام کے سلسلہ میں اہل سنت و جماعت کے عقیدہ سے متعلق یہ چند اقتباسات تھے جو ایسی ٹھوس شرعی بنیادیں ہیں کہ وہ افواہ گروں کی افواہوں اور شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کی تشکیکات سے متاثر نہیں ہوسکتی ہیں۔

جب عمومی طور پر اسلام میں تمام مسلمانوں کی عزتیں محفوظ ہیں تو صحابۂ کرام جو اصحاب فضیلت ہیں، جہاد اور اسلام میں سبقت کے شرف سے مالا مال ہیں، ان کی عزت و آبرو حفاظت اور دفاع کی زیادہ مستحق ہے، تاکہ اس کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اسلام کی خاطر ان کے جہاد اور قابل رشک کارناموں کی قدردانی اور انھیں خراج عقیدت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پیش کرنے کا حسین موقع فراہم ہو۔

زمانۂ قدیم ہی میں علماء کرام نے صحابۂ کرام پر سب وشتم کو حرام قرار دینے کی صراحت کی ہے اوران کے ساتھ اس قسم کے مرتکبین کے لئے تعزیری سزاؤں کو تجویز کیا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ صحابۂ کرام پر دشنام طرازی کرنا انتہائی فحش قسم کی حرام کردہ چیزوں میں سے ہے، خواہ ان میں سے کوئی صحابی فتنوں کا شکار ہوا ہو یا نہیں۔'' (شرح صحیح مسلم ۱۶/۹۳)

اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حاکم وقت پر اس کی سرزنش کرنا اور سزا دینا ضروری ہے، وہ اسے ہرگز معاف نہ کرے بلکہ سزا دے اور توبہ کرائے۔'' (رسالة السنة، ص ۷۸ اور ملاحظہ ہو: كتاب منهج كتابة التاريخ الإسلامي للمسلمين ص ۲۱۹)

اور صحابۂ کرام پر سب وشتم کرنے والوں کی تعزیری سزا کے فیصلہ کو قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جمہور کا مذہب قرار دیا ہے۔ (شرح صحيح مسلم للنووى ۱۶/۹۳)

بلکہ بعض مالکیہ سے نقل کیا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا اور امام احمد رحمہ اللہ نے صحابۂ کرام پر طعن وتشنیع کرنے والوں کی نوعیت پر فیصلہ نقل کرتے ہوئے فرمایا: جس نے جمہور صحابۂ کرام یا ان میں سے کسی ایک پر سب وشتم کیا، عیب جوئی کی، طعن وتشنیع کیا یا ان میں تمام یا کسی ایک کی عیب جوئی کی تو وہ بدعتی اور رافضی ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر صحابۂ کرام کی عزت وناموس کی اس قدر حفاظت کا اہتمام کیوں ہے؟ ان کا دفاع کیوں کرتے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ ان پر سب وشتم، طعن وتعریض اور ان کی عدالت وثقاہت کو نشانہ بنانا ہی درحقیقت خطرات کی کمین گاہ ہے، کیونکہ وہ دین کے اوّلین ناقل ہیں، ان پر تنقید کرنا دین کو ہدف تنقید بنانے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی اصل کی جانب امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی تنقیص کررہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے، اس لئے کہ قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں برحق ہیں اور اس قرآن اور سنت مشرفہ کو ہم تک صحابۂ کرام نے پہنچایا ہے اور وہ (صحابہ کی تنقیص کرنے والے) ہمارے گواہوں کو مجروح کرکے کتاب وسنت کو باطل قرار دینا چاہتے ہیں، لہٰذا انھیں زندیق و بددین قرار دینا زیادہ بہتر ہے۔'' (الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي، ص ۹۷ وتاریخ ابن عساکر ۳۸/۳۲)

اس لئے ضروری ہے کہ ان جیسی خفیہ سازشوں سے متنبہ رہا جائے، جن کی کوشش وقتاً فوقتاً کسی بھی صحابی کو ہدف تنقید بنانے کی خاطر ہوتی رہتی ہے، خواہ صریح الفاظ میں یا اشارہ وکنایہ کی زبان میں یا پھر تشکیک کا انداز اختیار کرکے اس صحابی کے وجود کو افسانوی و دیومالائی انداز میں پیش کیا جائے یا پرتکلف علمی اسلوب وتحقیق کا دعویٰ یا اپنے زعم کے مطابق تاریخی بت کو پاش پاش کرنے کی خاطر ساقط الاعتبار اور بیہودہ عبارتوں کو حیطۂ تحریر میں لایا جائے۔

اس قسم کی باتیں صحابی رسول کے خلاف جرأت مندانہ اقدام ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کی اس مقدس و درخشاں تاریخ کی مضبوط فصیل کو منہدم کرتی ہیں، جس پر امت مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے۔ علاوہ ازیں امت کو ایسے ثانوی مسائل میں الجھانے کی ناروا کوشش ہے جن کی امت مسلمہ کی تاریخ، جو پہلے ہی سے بہت سارے ہموم وغموم اور مسائل کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے، متحمل نہیں ہے۔

اور اگر بفرض محال ان مسائل کی تحقیق ضروری بھی مان لی جائے تو انصاف کا تقاضا ہے کہ تحقیق کی ذمہ داری ایسے افراد کو سونپی جائے جو اس کے اہل ہوں۔ اس کے لئے ایسے علماء کو فراہم کیا جائے جو اپنے علم میں پختہ ہوں، جن کا منہج صحیح اور عقدی ناحیہ سے ہر قسم کی تہمتوں سے بری ہوں، نیز ان مسائل وموضوعات کی تحقیق صرف خواص کی سطح پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

محدود رہے اور عوام کے لئے فتنہ کا باعث نہ ہو اور انھیں کو توشہ دان کے حوالہ نہ کر دیا جائے کہ انجان بھی اس میں ہاتھ ڈالے اور جاہل بھی اس کی موافقت و مخالفت کو اپنا حق سمجھ لے۔

کاش مجھے کوئی بتائے کہ جب معاشرہ میں علماء کی آواز دب جائے گی، باکمال شرفاء کی بصیرت آموز عمدہ رائیں ناپید ہو جائیں گی تو یہ نکمّے و عاجز کس قدر شور مچائیں گے اور ناعاقبت اندیش حضرات اپنی چودھراہٹ کا ڈنکا بجائیں گے؟

لیکن ان سب کے باوجود عنقریب جھاگ مٹ جائے گا اور لوگوں کے لئے نفع بخش چیز زمین میں باقی رہے گی اور ازل سے امروز تک حق و باطل کے درمیان کشمکش میں پنہاں اللہ رب العزت کی حکمت ہے، اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اللہ گھٹئے کو پاکیزہ وطیب سے علاحدہ کر دے، سچے علاحدہ ہو جائیں اور جھوٹوں کا دیر ہی سے سہی لیکن پردہ فاش ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرف صحابیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

صحابی کسے کہتے ہیں؟ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صحابی کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''صحابی کی تعریف سے متعلق سب سے صحیح رائے جس سے مجھے واقفیت ہوئی ہے وہ یہ کہ جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات حالت ایمان میں اور اس کی موت اسلام پر ہوئی ہو۔'' (الإصابة ۱/۷)

پھر ائمۂ کرام سے ایسے مجمل اقوال نقل کرتے ہیں جن سے صحابی کے طور پر آدمی کی پہچان ہوجاتی ہے، اگرچہ اس کے صحابی ہونے کی کوئی صریح دلیل فراہم نہیں ہے، فرماتے ہیں:

''اسی قبیل سے ابن ابی شیبہ کی اپنی ''مصنف'' میں صحیح طریق سے ذکر کردہ وہ روایت ہے جس میں ہے کہ جنگوں میں وہ لوگ صحابہ کرام ہی کو ذمہ داری سونپتے تھے۔ اور ابن عبدالبر کا فرمان کہ سن دس ہجری تک مکہ وطائف میں موجود سب کے سب حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوکر حج کی سعادت حاصل کی۔ اور اسی طرح کی بات ان میں سے بعض نے قبیلہ اوس وخزرج کے تعلق سے بھی کہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ تک (مدینہ میں) کوئی ایسا نہیں بچا جو اسلام میں داخل نہ ہوسکا اور ان میں سے کسی کے یہاں کفر کا اظہار ہوا ہو۔'' (واللہ تعالیٰ اعلم)۔ (المصدر السابق ۱/۸، ۹)

اور امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے صحابۂ کرام کے تعلق سے فرمایا:

''وہ بہترین صدی والے اور لوگوں کے لئے برپا کئے گئے بہترین امت ہیں، جن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی عدالت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی کی وجہ سے ثابت ہوئی ہے، بھلا ان لوگوں سے زیادہ کیسے کوئی عادل ہوسکتا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی صحبت اور نصرت وتائید کی بنیاد پر راضی وخوش ہو؟ درحقیقت اس سے زیادہ کامل تعدیل اور افضل تزکیہ نہیں ہوسکتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ. الآية.

(الفتح: ۲۹) (الاستیعاب بهامش الإصابة ۱/۴/۱۵)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ دشمنوں کے خلاف ننگی تلوار اور حلقۂ یاراں میں ریشم کی طرح نرم ہیں۔''

اور مزید فرمایا:

''یقیناً اللہ رب العزت نے اپنے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو اپنی تعریف وثنا خوانی کے ذریعہ عدالت، امانت اور دین کے نہایت ہی بلند و بالا مقام پر فائز کیا ہے تاکہ تمام امتوں پر دلیل و حجت قائم ہوسکے۔ وہ عظیم ہستیاں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عائد کردہ جملہ فرائض و مستحبات کی بجاآوری میں پیش پیش رہتی تھیں اور وہ اپنے بعد آنے والے مسلمانوں تک دین پہنچانے کی خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا ہی بہترین معاون و مددگار رہتے تھے۔'' (المصدر السابق ۱/۳۰،۳۱)

اہل سنت و جماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام کے تمام صحابۂ کرام عادل ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کی مخالفت صرف منحرف قسم کے بدعتی حضرات ہی نے کی ہے۔ (الإصابة لابن حجر ۱/۱۰)

اور امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یقیناً تمام صحابۂ کرام جنتی ہیں اور انھوں نے اللہ کے اس فرمان سے دلیل اخذ کی جس میں رب فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ الَّذِيْنَ أَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى. (الحديد: ١٠)

''تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور قتال کیا وہ (دوسروں کے) برابر نہیں ہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجہ کے ہیں جنھوں نے فتح (مکہ) کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کئے، البتہ سبھی سے جنت کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔''

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنٰى أُوْلٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ. (الأنبياء: ١٠١)

''بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔''

لٰہذا ثابت ہوا کہ تمام کے تمام صحابۂ کرام اہل جنت سے ہیں، ان میں سے کوئی جہنم رسید نہیں ہوگا، اس لئے کہ پہلی آیت میں انہی کو مخاطب کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کبار صحابہ کی موجودگی میں اگر کسی صحابی کی برائی کی جاتی تو بہت زیادہ تکلیف محسوس کرتے اور ان کے فضائل ومناقب بیان کرتے۔ اس کی زندہ مثال سیدنا عمر بن خطاب اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کا بعض صحابۂ کرام کا دفاع کرنا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک حدیث ذکر کی ہے، جس کے رواۃ ثقہ ہیں:

''صحابی رسول ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ موجود تھے اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور آپ کے سامنے علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کا تذکرہ ہوا، چنانچہ ایک شخص نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ہم لوگ ایک ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ ہم ایک جماعت کی شکل میں سفر پر تھے، ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے، ہم نے ایک گھر پر قیام کیا۔ اہل خانہ میں ایک حاملہ خاتون تھی اور ہمارے ساتھ ایک خانہ بدوش شخص تھا۔ اس نے حاملہ خاتون سے کہا کہ کیا تیرے لئے یہ چیز باعث مسرت ہوگی کہ تیرے یہاں بیٹے کی پیدائش ہو؟ اس خاتون نے کہا: جی ہاں۔ اس بدو نے کہا: اگر تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے ایک بکری دے تو تو بیٹے کو جنے گی، تو اس خاتون نے اسے نوازا۔ پھر اس شخص نے اس کی تعریف میں قافیہ بندی کی، پھر بکری کی طرف مڑا، اسے ذبح کیا اور گوشت پکایا اور ہم ماحضر تناول کرنے کے لئے بیٹھے۔ ہمارے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، جب انھیں واقعہ کا علم ہوا تو اٹھے اور جو کچھ تناول کیا تھا اسے قے کر دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں انصار کی ہجو کرنے کی وجہ سے اس بدوی کو لایا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہ ہوئی ہوتی، حالانکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس کی وجہ سے کس قدر اجر جزیل کا وہ مالک ہوا ہے، تو ضرور میں تمہاری طرف سے اس سے بدلہ لینے کے لئے کافی ہوتا، لیکن وہ شرف صحابیت سے مالا مال ہے۔'' (الاصابة ۱۳/۱)

اسی طرح یہ ثابت ہے کہ اللہ رب العالمین نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو انبیاء ورسل کے علاوہ تمام ثقلین یعنی انس وجن میں منتخب کیا اور چنا ہے۔ (المصدر السابق ۱۴/۱)

صحابۂ کرام کے اسی بلند مقام کے پیش نظر اہل علم نے زمانۂ قدیم وجدید دونوں میں ان کی حیات سعید کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ ان کی سیرت، ان کے فضائل ومناقب کو یکجا کرنے میں ایک دوسرے پر بازی حاصل کرنے میں سبقت کی ہے۔ ایک اسکالر نے صحابۂ کرام کے موضوع پر تصنیف کردہ ۷۰ سے زائد کتابوں کو شمار کیا ہے۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے صحابۂ کرام کی حالات زندگی کی واقفیت اور ان کے سلسلہ میں تالیف کو بلند پایہ ہستیوں سے متعلق انتہائی تاکیدی اور اہل سیر وتاریخ کا عظیم تر علم قرار دیا ہے اور اہل سیر ومغازی اسی اعتقاد کے تحت اپنی منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہوئے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: مجھے یقین ہے کہ ہر دین کے علماء ومشائخ نے اپنے انبیاء کے ساتھیوں کی حالات کی معرفت کا خصوصی اہتمام کیا ہے، کیونکہ حقیقی معنوں میں یہی نبی اور اس کی امت کے مابین واسطہ رہے ہیں۔ (الاستيعاب بهامش الإصابة ۳۸/۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام کو کیوں موضوعِ سخن بنائیں؟

صحیح معنوں میں امت مسلمہ اپنی زندگی کے سفر میں قدم قدم پر بلند ہمت ہستیوں اور قابل تقلید اسوہ ونمونوں کی ضرورت مند ہوتی ہے، تاکہ ان کے نقش قدم پر چل سکے اور ان کی روشن وزرّیں تاریخ سے مستنیر ہو۔ خوش نصیبی سے امت مسلمہ میں ایسے روشن ستارے اور چراغ رہے ہیں جنھوں نے اپنی ضیا پاش کرنوں سے ایک زمانہ تک اس عالم وجود کو روشن کیا، وہ اگرچہ اپنے جسم و جان سے دار بقا کی جانب کوچ کر گئے، لیکن ہمیشہ ان کی تاریخ زندہ وتر وتازہ رہے گی، جو عزم وحوصلہ کو بلند، شکوک وشبہات کا ازالہ اور اللہ کی راہ میں قربانی و جہاد کے جذبہ کو پروان چڑھاتی رہے گی۔

یہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جو سب سے بہترین صدی کے مہ وانجم ہیں، جن کا تعلق ایسی فقید المثال جماعت سے ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے ساری امت میں سے اپنے رسول کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا اور جن پر شرف صحابیت کا خصوصی انعام فرمایا، حالانکہ پوری امت میں ان کا انتخاب یوں ہی بلا سبب نہیں تھا، بلکہ اللہ رب العزت کی جانب سے مقدر ونامزد کیا گیا تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ رب العزت نے تمام بنی نوع انسانیت کے قلوب ووجدان کا جائزہ لیا، چنانچہ اپنے بندوں میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب سے بہتر پایا، لہٰذا آپ کو اپنے لئے منتخب فرمایا اور آپ کو اپنی رسالت کے ذریعہ مبعوث فرمایا، پھر دوبارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے دلوں کو سب سے بہترین دل پایا، چنانچہ انھیں اپنے نبی کے وزراء ومشیران کے طور پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نامزد کردیا، جو اس کے دین کی خاطر اپنی جان جان آفرینی کے حوالہ کرتے تھے، لہٰذا تمام مسلمان جسے متفقہ طور پر بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بہتر اور جسے برا سمجھیں وہ اللہ کے یہاں برا ہے۔'' (مسند احمد ۱/۳۷۹، رقم: ۳۵۹۹ اور مسند (مطبع رسالہ) کے محققین نے ۶/۸۴ر ح ۳۶۰۰ میں اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے)۔

یہی وہ چیدہ جماعت ہے جس کی شان قرآن نے بلند کی، جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کی تعریف و توصیف بیان کی۔ اصحاب بیعت رضوان سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا اور ان لوگوں کی توبہ قبول کی جو انتہائی مشکل ترین وقت میں فوج کشی کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے رہے، جبکہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو جائے۔ اور چاہے کوئی فتح مکہ سے قبل اللہ کی راہ میں جود وسخا اور جہاد وقتال کی وجہ سے اپنے بعد دولت اسلام سے مالا مال ہونے والوں پر فوقیت و فضیلت حاصل کرے، لیکن پھر بھی سب کے سب جنت الفردوس کے مژدۂ جاں فزا کے حقیقی مصداق وحقدار ہیں اور ان کے بعد جو لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو رہے، ان کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ o (التوبة: ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین وانصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے سلسلہ میں قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر اللہ رب العزت کے تزکیہ وتعدیل کے بعد کسی انسان کی تعریف وثنا خوانی کی قطعاً حاجت وضرورت نہیں ہے اور رب کا یہ تزکیہ (جیسا کہ بیان کیا گیا) چاہے ان میں سے کوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہجرت وایمان میں سبقت کرنے والا ہو یا احسان واخلاص کے ساتھ ان کا پیرو یا ان کے پیچھے لگنے والا رہا ہو، اگرچہ ان میں باہم رتبہ وفضیلت کے ناحیہ سے درجہ بندی وتفاوت ہے، لیکن سبھی سے اللہ اور وہ اپنے اللہ سے راضی وخوش ہوئے ہیں، اسی طرح تمام صحابۂ کرام ہیں، جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ومعیت کا فیض حاصل ہوا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العزت ان کی ثناء بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَّبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً... وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْراً عَظِيْماًo (الفتح:۲۹)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے رفقاء کفار کے سلسلہ میں سخت نیز آپس میں رحمدل ہیں، آپ انھیں رکوع وسجدہ کی حالت میں اپنے رب کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں............ جو ایمان لائے اور جنھوں نے عمل صالح کیا ان سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

کسی کو یہ قطعاً زیب نہیں دیتا کہ وہ ان میں سے کسی پر دست درازی کرے، جبکہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور انھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اور انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں زندگی کے شب وروز گزارے ہیں۔ انھوں نے آپ کے ساتھ میدان کارزار میں جہاد کئے اور آپ کی عزت وتوقیر اور نصرت وتائید کی ہے۔ اللہ نے ان کی ثنا خوانی اور ان کے افضل وبہتر ہونے کی شہادت دی ہے اور ان میں سے کسی کی بھی شان میں گستاخی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صحابۂ کرام نے انتہائی تاکید کے ساتھ اس حقیقت کو واشگاف کیا ہے، یہاں تک کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بسند صحیح ارشاد فرمایا ہے:

''اصحاب محمد کو گالی مت دو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ان کی چند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساعتیں تمہاری عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہیں۔'' (أخرجه أحمد في الفضائل ۱/۵۷ وسنن ابن ماجه ۱۶۲،الاستنفار للعلوان، ص ۱۱)

خبردار! سب سے بڑا ظلم اور سب سے بدترین جہالت صحابۂ کرام کی عیب چینی اور ان پر طعن وتشنیع کرنا ہے، ان کے ایمان اور جہاد اور تمام کارہائے نمایاں کے سلسلہ میں لوگوں کو شک میں ڈالنا ہے اور جب کھلم کھلا یہ برائیاں مختلف ذرائع ابلاغ، چینلوں اور دیگر ویب سائٹوں کے واسطہ سے پھیلائی جائیں تو ایسی صورت میں صحابۂ کرام کی عزت و ناموس کا دفاع، ان کے فضائل ومناقب کو عام کرنا اہل سنت و جماعت پر لازم ہوجاتا ہے، تاکہ منکر کو رواج پانے، اکابرین واصحاب فضل پر ظلم وزیادتی اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کے اسباب پر قدغن لگائی جاسکے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام کی آبرو اور دروازہ کا تالا ہیں:

یہ سوال ذہن میں آتا رہتا ہے کہ دیگر اصحاب رسول کے بالمقابل سب سے زیادہ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دوسرے صحابہ تک پہنچنے کے لئے وہ دروازہ ہیں۔ ربیع بن نافع بیان کرتے ہیں:

''معاویہ بن ابوسفیان صحابۂ کرام یعنی مہاجرین وانصار صحابہ کے لئے حجاب کے مانند ہیں، جب آدمی پردہ کو ہٹانے میں کامیاب ہوجائے گا تو ان تک رسائی کی بآسانی جرأت کرسکے گا۔'' (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۹/۲۶۰ بحوالہ الاستنفار للذب عن الصحابة الاخيار لسليمان العلوان، ص ۲۸)

''اور اس کی یہ جرأت اسے قرآن کے انکار، سنت کی تکذیب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طعن وتشنیع پر آمادہ کرے گی۔'' (الاستنفار للعلوان، ص ۲۸)

اور ائمۂ سلف رحمہم اللہ فرماتے تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ دروازہ کی کلید کی حیثیت رکھتے ہیں، جس نے انھیں حرکت دے دی وہ ان سے اوپر لوگوں کو متہم کرنے میں کوئی عار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محسوس نہیں کرے گا۔ (تاریخ ابن عساکر ۵۹/۲۱۰)

اس بات کی شہادت وتصدیق زبیر بن ابی بکر کے طریق سے تاریخ بغداد میں خطیب بغدادی کی نقل کردہ روایت سے ہوتی ہے کہ مجھ سے میرے چچا مصعب بن عبداللہ نے اپنے والد گرامی عبداللہ بن مصعب سے نقل کیا ہے کہ ان سے امیر المومنین مہدی نے کہا: اے ابوبکر! جو صحابہ کرام کی تنقیص کرتے ہیں ان کی بابت آپ کیا فرماتے ہیں؟ کہا کہ میں نے کہا: وہ زندیق و بددین ہیں۔ انھوں نے کہا: اس سے قبل یہ بات میں نے کسی کو کہتے ہوئے نہیں سنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ ان لوگوں کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص تھا، لیکن جب اپنے کسی بھی امام کو اپنی موافقت و تائید کرنے والا انھوں نے نہیں پایا، کو ان لوگوں نے مسلسل ان کے ابناء واحفاد کے یہاں ان کی تنقیص و عیب چینی کا سلسلہ دراز رکھا، گویا زبان حال سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برے لوگوں کو اپنا ساتھی بناتے ہیں، وہ شخص کس قدر بدترین ہے، جو بدطینت لوگوں کو اپنا ساتھی بنائے، تو انھوں نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا: وہی میری بھی رائے ہے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی صحابۂ کرام کے زمرہ میں ہیں، اگرچہ ان کے مابین فرق مراتب اور فضائل ومناقب میں درجہ بندی ہے۔ وہ ایک فرد بشر ہیں، خطا وصواب ان کی سرشت میں داخل ہے۔ اور کیا ہی جامع اور مختصر انداز میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر عائد باطل تہمتوں کا دفاع کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہم معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان سے بھی افضل ترین صحابۂ کرام کو گناہوں سے معصوم ومنزہ نہیں قرار دیتے، چہ جائیکہ انھیں اجتہادی غلطیوں سے پاک سمجھیں۔ (منهاج السنة ۲/۲۶۱)

اور جب ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں تو ہم ان کے مقام صحابیت، جہاد، فضائل ومناقب اور اسلام کی نشر واشاعت میں ان کی کاوشوں کو اجاگر کرتے ہیں، نیز آپ پر طعن وتشنیع کے مقصد اور تنقیص کے مشغلہ کی غرض وغایت کا پردہ بھی چاک کریں گے، تاکہ ہمیں یہ یقین حاصل ہو جائے کہ ان پر طعن کا مقصد دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام تک پہنچنے کی سعی نامسعود ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابۂ کرام کی مقدس ہستیوں میں سے ایک ہیں، جن کی عمومی طور پر رب نے مدح سرائی کی ہے اور جنھیں خیر و فضل کا حقیقی آئینہ دار قرار دیا ہے، خواہ فتح مکہ سے پہلے یا بعد میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے اور اس کی راہ میں خرچ کیا، اگرچہ ان میں سے بعض بعض کے بالمقابل فاضل و مفضول اور اجر و ثواب میں متفاوت بنے، بعینہٖ ویسے ہی جیسے کہ انبیاء و رسل کے سلسلہ میں الٰہی ضابطہ ہے۔ فرمایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. (البقرة: ۲۵۳)

"یہ رسولوں کی جماعت ہے جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت بخشی ہے۔"

اہل سنت و جماعت کا مقررہ اصول و ضابطہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام سے محبت کی جائے، ان کے لئے "رضی اللہ عنہم" کے ذریعہ اللہ سے رضامندی کی درخواست کی جائے اور ان پر دشنام طرازی سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے۔

لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه. (صحيح بخاري: ۳٦٧۳، وصحيح مسلم: ۲۵۴۰ بروايت أبي هريرة وأبي سعيد الخدري)

"میرے صحابۂ کرام کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو ان کے ایک مد (چھ سو گرام) یا نصف مد (تین سو گرام) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔"

اہل علم نے ان کی تنقیص اور انھیں گالی گلوچ دینے کو بددینی اور دین سے انحراف شمار کیا ہے، چنانچہ امام ابونعیم اصبہانی کی کتاب "**الامامة**" میں آیا ہے کہ ان کے سلسلہ میں وہی بدطینت زبان درازی کرسکتا ہے، جس کا عقیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور اسلام و مسلمانوں کے سلسلہ میں فاسد ہو۔ (ص۳٧٦، ماخوذ از الاستنفار للذب عن الصحابة الأخيار لسليمان العلوان ص۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اہل السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس شخص پر سخت نکیر اور انتہائی غصہ کا اظہار کیا ہے جو ایسی روایتوں کو اکٹھا کرتا ہو جن میں بعض صحابۂ کرام کی تنقیص ہو، فرمایا:

''اگر یہ معاملہ عام لوگوں کے سلسلہ میں ہو تو اس پر بھی میں نکیر کروں گا، تو بھلا صحابۂ کرام کے سلسلہ میں کیونکر نکیر نہ کی جائے، چنانچہ ان سے مروذی نے کہا: اے ابوعبداللہ! جس شخص کے بارے میں مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ اس قسم کی گھٹیا حدیثوں کو لکھتا اور جمع کرتا ہے، کیا آپ اس سے قطع تعلق ہو جائیں گے؟ کہا: جی ہاں، بلکہ ایسی حدیثوں والا رجم کا مستحق ہے۔'' (کتاب السنة للخلال ۵۰۱/۳، بسند صحیح ماخوذ از الاستنفار للعلوان، ص ۸،۹)

پوری امت جن میں سرفہرست علماء کرام ہیں وہ صحابۂ کرام کی افضلیت پر متفق ہیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شہادت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خير الناس قرني. (صحيح بخارى: ۲۶۵۲ وصحيح مسلم: ۲۵۳۳)

''سب سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں۔''

اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار بھی اسی زمانہ سے ہے، بلکہ جنگ حنین میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور وہ بھی ان تمام مومنین میں شامل ہیں جو ایمان سے متصف قرار دیے گئے اور جن کے دلوں پر سکینت نازل کئے جانے کی قرآن نے گواہی دی ہے:

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ... ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ. (التوبة: ۲۵-۲۶)

''اور حنین کی لڑائی والے دن (اللہ نے تمہاری مدد کی) جبکہ تمھیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا... پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں کے دلوں پر سکینت نازل فرمائی۔''

چونکہ جنگ میں شریک ہونے کی وجہ سے آپ بھی مذکورہ صفات کے حامل ہیں لہٰذا آپ جیسوں کے ایمان پر قرآنی شہادت کے بعد جو انھیں نفاق اور فسق و فجور سے متصف کرتا ہے تو وہ عظیم گناہ اور بہتان باندھتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام کے حق میں وسیع فضیلت اور دقیق مفہوم کا اہل علم نے فرمان باری تعالیٰ سے استدلال کیا ہے۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَداً ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (التوبة: ۱۰۰)

''اور جو مہاجر اور انصار سابق اور مقدم ہیں جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

کہتے ہیں ''**الذين اتبعوهم بإحسان**'' سے مراد وہ صحابہ ہیں جنھوں نے اخیر میں اسلام قبول کیا ہے۔ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے ان میں سے حافظ علائی بھی ہیں، جو اپنی کتاب ''**تحقيق منيف الرتبة لمن ثبت له شريف الصحبة**'' ص ۶۳ میں فرماتے ہیں: آیت اس بات پر دلیل ہے کہ ''**الذين اتبعوهم بإحسان**'' سے مراد بقیہ وہ تمام صحابۂ کرام ہیں جو بعد میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے، لہٰذا آیت تمام صحابۂ کرام کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔''

اس سلسلہ میں یعنی صحابۂ کرام کے مقام و مرتبہ، ان کے معنی و مفہوم کے سلسلہ میں گفتگو کافی طویل ہے۔ اس تعلق سے بہت ساری کتابیں ہیں۔ کتب سنن، عقائد اور تراجم و سیر کی کتابوں میں مستقل ابواب و فصول اس کے لئے خاص ہیں، جن کی کچھ تفصیل بیان کر دی گئی، لیکن خصوصیت کے ساتھ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے کچھ فضائل و مناقب ہیں جو ان کے عظیم مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہیں، ان میں سے کچھ آئندہ صفحات میں زیب قرطاس کئے جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ان کے اسلام کی تاریخ کے سلسلہ میں اگرچہ یہ مشہور ہے کہ وہ فتح مکہ کے سال اسلام میں داخل ہوئے لیکن بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے فتح مکہ کے روز اپنے اسلام کا اظہار کیا، حالانکہ اس سے پہلے ہی اسلام ان کے سینہ میں گھر کر چکا تھا۔ آیئے خود معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی زبانی ان کے اسلام لانے کا واقعہ سماعت کرتے ہیں، جیسا کہ ابن سعد نے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: جب حدیبیہ کا دن تھا، مشرکین نے آپ کو خانۂ کعبہ سے روک دیا اور صلح نامہ تیار ہوا، اسی وقت سے اسلام میرے نہاں خانۂ دل میں جاگزیں ہو گیا اور میں نے اس کا تذکرہ اپنی والدہ سے کیا تو انھوں نے کہا: خبردار! اپنے باپ کی مخالفت مت کرنا، تو میں نے اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔ اللہ کی قسم مقام حدیبیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ روانہ ہوئے اس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والا تھا اور عمرۃ القضاء کے سال آپ مکہ میں داخل ہوئے تو میں مسلمان تھا اور جب میرے والد گرامی کو میرے اسلام لانے کی بابت علم ہو گیا تو ایک دن انھوں نے مجھ سے کہا: تمہارا بھائی یزید تم سے بہتر ہے، کیونکہ وہ میرے مذہب پر باقی ہے۔ میں نے کہا: مجھے اپنے آپ کو بہتر ثابت کرنے کی پرواہ بھی نہیں ہے اور فتح مکہ کے روز میں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خوش آمدید کہا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (وحی کی) کتابت کی۔ (طبقات ابن سعد ۷/۴۰۶ وتاریخ ابن عساکر ۱۶/۳۳۹ والبدایۃ والنہایۃ ۸/۱۲۷) اور ابن حجر نے ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ عمرۃ القضاء سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، لیکن اپنی ماں سے ڈرتے تھے، جو یہ کہتی تھیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر تو مدینہ چلا گیا تو ہم تیرا آب ودانہ بند کر دیں گے۔(الإصابة ۲۳۲/۹)

یہی وجہ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کی سیرت میں بیان کرتے ہیں کہ یہ بات کہی گئی ہے کہ عمرۃ القضاء کے وقت وہ اپنے والد گرامی سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے، لیکن وہ اپنے باپ کے ڈر کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی قائم نہ کر سکے اور فتح مکہ کے سال ہی انھوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔

اسی طرح امام ذہبی نے واقدی کی اس روایت کی تنقید کی ہے جس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں شریک ہوئے اور آپ نے مال غنیمت سے انھیں ۱۰۰ اونٹ اور ۶۰ اوقیہ (۱۲ر کلوگرام) چاندی (تالیف قلب کے طور پر) دی۔ کہتے ہیں کہ واقدی اپنی بات کا مفہوم نہیں سمجھ سکے۔ اگر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں انھوں نے یہ نقل کیا ہے کہ وہ پہلے اسلام لائے تھے (یعنی فتح مکہ سے پہلے) تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تالیف اور دلجوئی کی کیا ضرورت تھی؟ اور اگر مان بھی لیں کہ مذکورہ چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عطا کی تھیں تو جب فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو انھوں نے پیغام نکاح دیا تو آپ نے فاطمہ سے یہ کیوں کہا کہ معاویہ انتہائی فقیر ومحتاج ہیں، ان کے پاس مال و دولت نہیں ہے۔

(سير أعلام النبلاء ۱۲۲/۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح مکہ سے قبل ان کے اسلام کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فتح مکہ سے پہلے وہ اسلام لائے اور ان کے والدین فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور آپ کے لئے کتابت وحی کی۔“(فتح الباری ۱۰۴/۷)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق اسلام لانے کے وقت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ (تاریخ بغداد ۲۰۷/۱)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جب یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۷۸ سال تھی تو یہ واضح ہوا کہ ساٹھ سال کی عمر آپ نے اسلام کے سایہ میں جہاد اور اسلام کی نشر و اشاعت میں گزاری، جبکہ ان میں سے زندگی کے چند حسین سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت وصحبت میں بسر کیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ

اوّل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آپ کا مقام و مرتبہ:

اسلام قبول کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کا بہت بلند مقام و مرتبہ تھا، جیسا کہ صحیح مسلم (۱۹۴۵/۴، ۲۵۰۱) میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے انھیں دیگر کاتبین کی فہرست میں شامل کرتے ہوئے کاتب وحی منتخب فرمایا اور وہ اس عظیم ذمہ داری اور بلند و بالا منصب پر پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک فائز رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مسلمان ابوسفیان کی جانب التفات کرتے اور نہ اپنے پاس بٹھاتے تھے تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے نبی! آپ مجھے تین چیزوں سے نوازیں گے؟ تو آپ نے کہا: کیوں نہیں، تو انھوں نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل خاتون ام حبیبہ بنت ابی سفیان ہے، میں اسے آپ کے حبالۂ عقد میں دیتا ہوں، تو آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ اور معاویہ کو آپ اپنا کاتب متعین کرلیں۔ آپ نے فرمایا: چلو وہ بھی ٹھیک ہے۔ پھر انھوں نے کہا: جس طرح میں مسلمانوں کے ساتھ جنگیں کیا کرتا تھا اسی طرح مجھے کفار سے آخری دم تک قتال کے لئے وقف کریں، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

اور جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں چل رہے تھے اور آپ کے ہمراہ لوگوں کی ایک جماعت تھی، چنانچہ لوگوں نے شام کا تذکرہ کیا تو ایک آدمی نے کہا: ہم اس کے (فتح کی) کیسے طاقت رکھ سکتے ہیں؟ جبکہ وہاں رومی آباد ہیں۔ کہتے ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں ایک چھڑی تھی۔ آپ نے اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ایک ضرب لگائی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تمہاری طرف سے کافی ہوگا۔'' امام ذہبی فرماتے ہیں: یہ قوی مرسل ہے۔ (سیر أعلام النبلاء ۳/۱۲۷)

اور جب اس اثر میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت و خلافت کی جانب اشارہ ہے تو آیئے اس سلسلہ میں اس سے بھی زیادہ صریح روایت جو مسند احمد میں موجود ہے ملاحظہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے تھے کہ آپ نے ان کی جانب سر اٹھا کر فرمایا: اے معاویہ! اگر تمھیں حکومت کی باگ ڈور نصیب ہو تو اللہ کے تقویٰ اور عدل و انصاف کو لازم پکڑنا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد مجھے یقین تھا کہ میں اس کام میں ضرور آزمائش کا شکار ہوں گا، بالآخر اس آزمائش سے دوچار ہو ہی گیا، یعنی مجھے امیر بنا دیا گیا۔ (مسند احمد ۴/۱۰۱ اور اس سند کے رجال ثقہ ہیں)۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سندیں باہم ایک دوسرے کی تقویت کا سبب ہیں، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ایک دوسری حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے خلافت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے آمادہ کیا جس میں آپ نے فرمایا کہ ''اگر تم بادشاہ بنے تو امور مملکت کو بحسن و خوبی سرانجام دینا۔'' امام ذہبی فرماتے ہیں کہ اس میں ابن مہاجر ضعیف راوی ہے اور روایت مرسل ہے۔ (سیر أعلام النبلاء ۳/۱۳۱)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اللّٰهم اجعله هاديا مهديا واهد به. (سیر أعلام النبلاء ۳/۱۲۵ و مسند احمد ۴/۲۱۶ اور البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة ۴/۶۱۵ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

''اے اللہ! انھیں ہدایت یافتہ رہنما بنا اور ان کے ذریعہ قوم کی رہنمائی فرما۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں چند حدیثیں:

معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں چند مناقب کتب احادیث میں موجود ہیں، چنانچہ **صحیح بخاری کتاب الجهاد** میں **باب ما قيل في قتال الروم** کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے امّ حرام بنت ملحان زوجہ عبادہ بن صامت کی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ جس وقت کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حمص کے ایک میدان میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ امّ حرام بھی تھیں، انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ

أوّل جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت: أنا منهم يا رسول الله؟ قال: لا. (صحيح بخاری رقم: ۲۹۲۴ وفتح الباري ۱۰۲/۶)

”میری امت کا پہلا لشکر جو مدینۂ قیصر سے جہاد کرے گا وہ سب کے سب مغفرت یافتہ ہیں۔ میں (امّ حرام) نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی ان میں سے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدینۂ قیصر یہ قسطنطنیہ ہے۔ مہلب کہتے ہیں: اس حدیث میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کی گئی ہے، کیونکہ وہ امت کے سب سے پہلے فرد ہیں جنھوں نے بحری لڑائی لڑی ہے اور ان کے صاحب زادۂ گرامی یزید رحمہ اللہ کی منقبت کا بھی بیان موجود ہے، جنھوں نے پہلی دفعہ مدینۂ قیصر کی جانب فوج کشی کی۔“ (فتح الباری ۱۰۲/۶)

اور صحیح بخاری (رقم: ۲۸۷۷) میں ایک دوسری حدیث کے اندر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ امّ حرام نے کہا: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں سرسبز و شاداب جزیرہ کی جانب بحری جہاد کرتے ہوئے سوار ہوں گے، ان کی مثال تخت پر براجمان بادشاہوں کی سی ہے۔ تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ میرے حق میں دعا فرمادیجئے کہ میں ان میں سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رہوں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی "**اللّٰھم اجعلھا منھم**" اے اللہ انھیں ان لوگوں میں شامل فرما۔ پھر دوبارہ آپ مسکرائے اور وہی سوال کہ اے اللہ کے نبی! میرے حق میں دعا فرما دیں کہ میں ان لوگوں میں شامل ہوجاؤں تو آپ نے فرمایا:

أنت من الأوّلين و لست من الآخرين.

"تو پہلے لوگوں میں سے ہے، دوسروں میں سے نہیں ہے۔"

پھر وہ بحری بیڑہ کے ساتھ بنت قرظہ زوجہ معاویہ بن ابی سفیان کی معیت میں ان کی سواری پر سوار ہوئیں اور سواری سے گر گئیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ "آخرین" سے مراد ۵۲ھ میں روانہ ہونے والا وہ دوسرا فوجی دستہ ہے جس کے کمانڈر یزید بن معاویہ رحمہ اللہ تھے، جبکہ پہلا فوجی بیڑہ ۲۸ھ میں روانہ ہوا تھا۔ (فتح الباري ۷۷/۱۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صحیح بخاری کی بحری بیڑہ والی روایت پر تعلیق چڑھاتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں شمار ہوگا کہ آپ کی امت آپ کے بعد باقی رہے گی اور ان میں صاحب قوت و طاقت، شان و شوکت اور دشمنوں کو ناکوں چنے چبوانے والی عظیم ہستیاں ہوں گی اور انھیں اسلامی ممالک میں اس قدر قوت و طاقت اور حدود سلطنت پر کنٹرول حاصل ہوگا کہ بحری جہاد کے لئے آمادہ ہوں گے۔ (المصدر السابق)

اور صحیح بخاری کی دوسری حدیث "**أوّل جيش يغزون مدينة قيصر مغفور لهم**" یعنی "مسلمانوں کی مدینۂ قیصر پر فوج کشی کرنے والا پہلا اسلامی لشکر اللہ کی مغفرت کا حقدار ہے" پر امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعلیق چڑھاتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ یہ پیشین گوئی ۲۷ھ میں پوری ہوئی جس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ راشد عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ قبرص کے لئے اپنا بحری بیڑہ لے جانے کی اجازت طلب کی اور انھوں نے اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ مسلمان اس بحری بیڑہ کے ساتھ قبرص کی جانب روانہ ہوئے اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھوں فتح کا پرچم لہرایا۔ پھر دوسری مرتبہ ۵۲ھ میں جنگ قسطنطنیہ کے لئے اپنے صاحب زادہ یزید رحمہ اللہ کی قیادت میں سادات صحابہ جن میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے، کو روانہ فرمایا۔ (البداية والنهاية ۱۳۰/۸)

حدیث کے اندر درج ذیل فوائد اور ارشادات پنہاں ہیں:

۱- معاویہ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی۔

۲- رومیوں سے جنگ کے خلاف فوج کشی کی تیاری میں ان کے حرص وطمع کا اندازہ جبکہ دوسری طرف رومیوں کا محاصرہ وگھیرابندی اور مسلمانوں کے تئیں انھیں ناکوں چنے چبانے کے لئے مجبور کرنا۔

۳- رومیوں کے شہروں پر فتح کا پرچم لہرانا اور انھیں دولت اسلام سے مالامال کرنے کا حسین موقع فراہم کرنا۔

۴- اسلام کی نشرواشاعت اور اس کے عالمی پیغام کو عام کرنا وغیرہ۔

یہ تھے وہ عظیم مقاصد اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکمت ودوراندیشی نیز روم کی اہمیت کا حقیقی طور پر ان کا وہ احساس، جس کا اظہار آپ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ فرمایا:

شدوا خناق الروم، فإنكم تضبطون بذلك غيرهم من الأمم. (تاريخ الخليفة ص ۲۰۰)

"رومیوں کا گلا گھونٹ دو، کیونکہ ان کے ذریعہ تم دوسری قوموں پر آسانی سے کنٹرول حاصل کرسکتے ہو۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "اس جنگ کے کمانڈر یزید بن معاویہ رحمہ اللہ تھے اور یزید تو یزید ہی ہیں اور مجاہد کی نیت جب درست ہوتی ہے تو اس سے اس کے مقام ومرتبہ کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ اور بعض شارحین فرماتے ہیں: اس میں تا قیامت مجاہدین کی فضیلت کا ثبوت ملتا ہے۔ (فتح الباری ۷۷/۱۱)

امام بخاری رحمہ اللہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہند رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا: اے اللہ کے رسول! روئے زمین پر آپ کے گھرانے سے زیادہ کوئی گھرانہ ایسا نہیں تھا جس کا ذلیل وخوار ہونا میرے لئے زیادہ پسندیدہ رہا ہو اور اب روئے زمین پر آپ کے گھرانے سے زیادہ عزت دار گھرانہ میرے نزدیک کوئی نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وأیضا والذي نفسي بیده'' مجھے بھی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ پھر ہند نے کہا کہ ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں۔ (صحیح بخاری رقم: ۳۸۲۵)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرمان نبوی ''وأیضا والذي نفسي بیده'' میں تعریف کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت تھی کہ ہندان کے اہل وعیال اور دیگر کفار حالت کفر میں ذلیل وخوار ہوں اور جب حلقہ بگوش اسلام ہوگئے تو آپ کی چاہت یہ تھی کہ وہ معزز ومکرم ہوں، چنانچہ اللہ نے انھیں یعنی ان کے اہل خانہ کو عزت و تکریم سے نوازا۔ (البدایة والنهایة ۱۳۳/۸)

بنوامیہ (جن کی حکومت کے بانی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں) کو اگرچہ قسطنطنیہ کی فتح وکامرانی کا سہرا حاصل نہیں ہوا، لیکن وہاں جنگی مہمات کے آغاز کا شرف ضرور حاصل ہوا۔ اسی طرح پہلا اسلامی لشکر جو مدینۂ قیصر کی جانب فرمان نبوی کے مطابق پیش قدمی کرنے والا تھا، انھی کے عہد میں تھا نیز انھوں نے اپنے بعد وہاں اپنے قابل تحسین اسلامی کارناموں کو چھوڑا، جن کا ایک طویل عرصہ تک مسلمانوں نے مشاہدہ کیا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں موجود امویوں کی تعمیر کردہ ایک مسجد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عبدالملک بن مروان کے عہد میں جبکہ انھوں نے اپنے بیٹے مسلمہ کی قیادت میں فوج کو روانہ کیا تھا، مسلمان لشکر نے کئی سالوں تک قسطنطنیہ کی ناکہ بندی اور محاصرہ کیا تھا، پھر وہ لوگ صلح پر آمادہ ہوئے اور مسلمانوں نے وہاں ایک مسجد کی تعمیر کی، جو آج تک باقی ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۵۲/۱۸)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام مدائنی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ صحابی رسول عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے: یہ عرب کے کسریٰ یعنی سردار و بادشاہ ہیں۔(البدایة والنهاية ۱۳۶/۸)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان کرتے ہیں کہ وہ مومنوں کے ماموں، رب العالمین کی وحی کے کاتب اور مسلمانوں کے سب سے پہلے اور بہتر بادشاہ ہیں۔(البدایة والنهاية ۲۲/۸، ۲۳)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاویہ کو صرف بھلائی ہی سے یاد کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے ہوئے سنا ہے "**اللھم اھد بہ**" اے اللہ! ان کے ذریعہ ہدایت عطا فرما۔ اور جس وقت آپ نے انھیں شام کا گورنر منتخب فرمایا تو لوگوں نے چہ می گوئیاں کیں اور کہا: ہم پر نوعمر شخص کو حکمراں بنایا گیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ ان کی ولایت و گورنری کی بابت مجھے ملامت نہ کرو، جبکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: **اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ**.... اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کی رہنمائی فرما۔" ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے، لیکن اسے پہلے کی روایت تقویت دیتی ہے۔(البدایة والنهاية ۱۳۲/۸)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کی بابت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا اور کہا: تم لوگ مجھے مشورہ دو تو دونوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا: معاویہ بن ابی سفیان کو بلاؤ۔ تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے دو مرد اپنے معاملات کو انجام تک نہیں پہنچا پائیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک نوجوان کو بلائیں؟ تو آپ نے فرمایا: میرے لئے معاویہ کو بلاؤ، چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ بلائے گئے اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے معاملہ کو اس کے سامنے پیش کرو اور اسے اپنے معاملہ میں شریک کرو، کیونکہ یہ طاقت ور اور امانت دار ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ امام ابن عساکر نے بلاشبہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت ساری موضوع حدیثوں کو بیان کیا ہے جن سے ہم نے اعراض کیا ہے اور موضوع و منکر روایتوں کے علاوہ ہم نے صرف صحیح، حسن اور عمدہ و بہتر حدیثوں پر اکتفا کیا ہے۔(البداية والنهاية ۱۳۲/۸، ۱۳۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كان المسلمون لا ينظرون إلى أبي سفيان ولا يقاعدونه، فقال للنبي صلى الله عليه وسلم: يا نبي الله ثلاث أعطنيهن، قال: نعم، قال: عندي أحسن العرب وأجمله، أم حبيبة بنت أبي سفيان أزوجكها، قال: نعم، قال: ومعاوية تجعله كاتبا بين يديك، قال: نعم، قال: وتؤمرني حتى أقاتل الكفار، كما كنت أقاتل المسلمين، قال: نعم. (صحيح مسلم ۱۹۴۵/۴، ۲۵۰۱)

”مسلمان ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی جانب توجہ دیتے اور نہ انھیں اپنے پاس بٹھاتے تھے تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے تین چیزیں دے دیں تو آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انھوں نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل خاتون امّ حبیبہ بنت ابی سفیان ہے، میں آپ سے اس کا رشتہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر کہا: آپ اپنے پاس معاویہ کو بطور کاتب کے رکھ لیں۔ آپ نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر کہا: جس طرح میں مسلمانوں سے قتال کرتا تھا اسی طرح کفار سے قتال کا حکم دے دیں تو آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا برتن اٹھانا (جیسا کہ ائمہ نے ذکر کیا ہے)

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مسند میں روایت کیا ہے کہ معاویہ نے وضو کا برتن اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ آپ نے ان کی جانب اپنا سر بلند کرتے ہوئے فرمایا:

يا معاوية! إن وليت أمراً فاتق اللّٰه واعدل.

''اے معاویہ! اگر تمہارے سپرد امارت کی جائے (اور تمھیں امیر بنا دیا جائے) تو تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور انصاف کرنا۔''

معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد مسلسل یہ خیال لگا رہا کہ مجھے ضرور اس کام میں آزمایا جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (یعنی مجھے امیر بنا دیا گیا)۔ (مسند احمد ۴/۱۰۱، اور سند کے تمام راوی ثقہ ہیں)۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث کے موافق کئی سندیں ہیں، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری حدیث نقل کرتے ہیں جس میں انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خلافت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے آمادہ کیا ''إن ملكت فأحسن'' اگر حکومت کی باگ ڈور تمہارے سپرد کی جائے تو اسے احسن طریقہ سے انجام دینا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: ابن مہاجر اس کے اندر ضعیف ہیں اور روایت مرسل ہے۔ (سير أعلام النبلاء ۳/۱۳۱)

(ج) مروہ اور اس کے علاوہ مقام پر چھری سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال قصر (یعنی چھوٹے) کیئے، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ میں نے چھری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کاٹے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۲/۱۷۴، ۱۷۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

دوم: خلفائے راشدین کے عہد میں اپنی خلافت سے قبل آپ کا جہاد اور خدمات جلیلہ

مہاجرین وانصار صحابہ کے بمقابل بہت بعد میں اسلام قبول کرنے کے باوجود عہد نبوت ہی میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی مہارت ونبوغ کا آغاز ہو چکا تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کے لئے آپ پر اعتماد کیا اور اس طرح معاویہ رضی اللہ عنہ آسمانی وحی کے کاتبین میں شمار کئے جانے لگے۔ صرف یہی آپ کے لئے باعث فخر ہے۔ علاوہ ازیں آپ جنگ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار حدیثیں روایت کیں جو صحیحین اور کتب سنن و مسانید میں موجود ہیں اور صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے آپ سے حدیثیں بیان کی ہیں۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے عہد مسعود میں آپ انتہائی قابل اعتماد، قابل تعظیم اور جہاد نیز عہدہ ومنصب کے اہل سمجھے جاتے تھے، چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مختصر مدت کے باوجود آپ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ انھوں نے ہی مسیلمہ کو قتل کیا تھا، لیکن ابن کثیر رحمہ اللہ اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس میں وہ شریک رہے ہوں، کیونکہ اسے وحشی نے نیزہ مارا تھا اور ابودجانہ نے اسے ڈھانکا تھا۔ (البداية والنهاية ۱۲۷/۸)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کی کم سنی کے باوجود عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی شخصیت میں قیادت کا جوہر بھانپ لیا تھا، کیونکہ آپ اپنے اندر

www.KitaboSunnat.com

شام کے انتہائی اہم سرحدی علاقہ کی قیادت کی اہلیت رکھتے تھے، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے بھائی یزید کی وفات کے بعد آپ کو شام کا گورنر بنایا اور جب لوگوں نے اس کی وجہ سے چہ می گوئیاں کرنا شروع کیا تو فرمایا کہ تم لوگ معاویہ کی گورنری کی وجہ سے مجھے ملامت کرتے ہو، حالانکہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے: "**اللّٰھم اجعله هاديا مهديا و اهد به**" (امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے، لیکن اس سے پہلے والی روایت سے اس کی تقویت ہوتی ہے۔ **البداية والنهاية** ۸/۱۳۲) لیکن حدیث کو امام احمد نے مسند ۴/۲۱۶ میں، ترمذی نے اپنی سنن ۵/۶۷۸ میں، طبرانی نے **المعجم الأوسط** ۱/۳۸۰ میں اور شیخ البانی نے **سلسلة الأحاديث الصحيحة** ۴/۶۱۵ میں صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: **كتاب أثر العلماء في الحياة السياسية في الدولة الأموية للدكتور عبد الله الخرعان** ص۶۲)

عہد فاروقی میں رومیوں سے معرکہ آرائی اور انھیں شکست فاش دینے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی کاوشیں قابل ستائش ہیں، چنانچہ امام طبری رحمہ اللہ ۲۳ھ کے واقعات میں نقل کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے صائفہ پر فوج کشی کی اور عمودیہ تک جا پہنچے اور آپ کے ہمراہ صحابۂ کرام میں عبادہ بن صامت، ابوایوب انصاری، ابوذر غفاری اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہم تھے۔ (تاریخ طبری ۴/۲۴۱)

اور کیا ہی قابل تعظیم ہے وہ انسان جسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ امامت سپرد فرمائیں اور جس کی ماتحتی میں افاضل صحابہ میدان کارزار میں سینہ سپر ہوکر جام شہادت نوش فرمائیں، بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پاتے ہیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ شام کی سرحد پر دمشق کے والی و گورنر ہوتے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے خوش ہوکر انھیں "یہ عرب کا کسریٰ ہے" کے وصف سے نوازتے تھے۔

اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تو ان کی اور ہی انوکھی شان تھی، چنانچہ وہ اسلامی حکومت کے سب سے عظیم گورنر تھے، کیونکہ ان کے قلمرو کے حدود وسیع سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیع تر اور پورے شام کو محیط ہونے کی وجہ سے ان کی ذمہ داریوں اور امور سلطنت میں مزید اضافہ ہوگیا تھا، بلکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کے ساتھ ساتھ جزیرہ فرات کے صوبے اوران کی سرحدوں کو بھی ان کے قبضہ میں دے دیا تھا۔ علاوہ ازیں عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد سعید میں ۲۸ھ یا اس کے بعد قبرص کی فتح کا شرف بھی حاصل ہوگیا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اسلامی بحری بیڑہ تیار کرنے کا شرف بھی حاصل ہوگیا تھا، جس کی بہت ہی شدومد کے ساتھ عرضداشت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں پیش کی تھی اور کہا تھا کہ حمص کی ایک بستی کے باشندگان ان کے کتوں کے بھونکنے اور مرغیوں کی آواز سنتے ہیں، چنانچہ اس چیز نے عمر فاروق کے دل پر گہرا اثر ڈالا اور انھوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ سمندر اور اس کا سفر کرنے والوں کے حالات و مشکلات کو بیان کریں تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تحریر روانہ کی، جس میں لکھا کہ میں نے عظیم مخلوق پر ایک چھوٹی مخلوق کو سوار ہوتے ہوئے دیکھا ہے کہ اگر مائل ہو تو دل شکستہ ہوجائے اور اگر حرکت پذیر ہو تو عقل و دانش کجروی کے شکار ہوجائیں، جس کا حال یہ ہے کہ یقین میں کمی کا اضافہ اور شک میں کثرت کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس میں وہ لکڑی پر سخت محنت کرنے والے ہیں (یعنی لمبے فاصلے تک کشتی پر سواری کرنے والے) اگر مائل ہوئے تو غرقاب ہوگئے اور اگر نجات یاب ہوئے تو بجلی کی مانند چمکنے لگے۔ اس سے عمر رضی اللہ عنہ لاجواب ہوگئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا جس میں تھا کہ ایسے میں ہم کیسے لشکر روانہ کرسکتے ہیں۔ اللہ کی قسم پورے روم کے بمقابل میرے نزدیک ایک مسلمان زیادہ محبوب ہے، لہٰذا تم اس قسم کی درخواست مجھ سے نہ کرو۔ (تاریخ طبری ۴/۲۵۸-۲۵۹)

پھر اس کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑہ تیار کرکے فوج کشی کی اور یہ چیز ان کے مناقب میں شمار کی گئی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اور اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''معاویہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مجاہدین کے لئے پہلا بحری بیڑہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں تیار کیا۔'' (فتح الباری ۶/۷۷)

امام طبری معاویہ رضی اللہ عنہ کی مہارت و تجربہ اور مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کے تئیں ان کے حرص کو بیان کرتے ہیں، جس کی دلیل اہل قبرص کے ساتھ ان کے صلح کی من جملہ شرطوں میں سے اس اہم ترین شرط میں پنہاں ہے وہ یہ کہ ان کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ مسلمانوں کو اجازت دیں کہ روم میں ان کے جو اپنے دشمن (مسلمان) ہیں انھیں مسلمانوں تک واپس آنے دیں۔ (تاریخ طبری ۴/۲۶۲)

عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ مسلسل صاحب رائے اور مقام و مرتبہ والے تھے، یہاں تک کہ جب مسلمانوں کے خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے اس قدر اپنی افواہوں کے ذریعہ نشانہ بنایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر پورے طور پر فتنوں کا بادل منڈلانے لگا تو اس موقع پر خطرات کو محسوس کرتے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تجویز تھی جسے انھوں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا کہ بلوائی جن کے پاس معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ان کے حملہ سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ شام چلے جائیں، لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر معذرت پیش کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق جوار میں میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا، اگر چہ میری گردن اڑا دی جائے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے دوسری تجویز یہ پیش کی کہ وہ شام سے ایک فوج روانہ کردیں جو اہل مدینہ کے درمیان اقامت پذیر ہو جائے تاکہ کسی ناگہانی مصیبت کے وقت کام آسکے، لیکن عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی انکار کردیا تو اس موقع پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! یا تو آپ دشمن کا مقابلہ کریں یا اپنے آپ کو موت کے حوالہ کردیں تو انھوں نے فرمایا: حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل. ''میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔'' (تاریخ طبری ۴/۳۴۵)

واقعات نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی و دانائی کو ثابت کردیا، اگرچہ اللہ نے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدر کیا تھا وہ رونما ہوا، بالآخر خلیفۂ راشد عثمان رضی اللہ عنہ نے مظلومیت کے عالم میں جام شہادت نوش کیا، پھر جب خلافت کی باگ ڈور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سنبھالی جو اپنے زمانہ میں خلافت کے سب سے زیادہ حقدار اور بقید حیات تمام صحابہ میں افضل ترین انسان تھے اور انھوں نے بشمول معاویہ رضی اللہ عنہ کے عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام گورنروں کو برطرف کرنے کا ارادہ کیا تو کئی صحابۂ کرام جیسے مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے شام پر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحال رکھنے کا مشورہ دیا، کیونکہ اہل شام ان کے علاوہ کسی اور پر قناعت کریں، یہ بہت ہی مشکل ہے۔ (تاریخ طبری ۴/۴۳۹) اور علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے شام کی ولایت کی پیشکش قبول کرنے سے معذرت کرلی۔ (تاریخ طبری ۴/۴۴۰، سیر أعلام النبلاء ۲/۲۲۴)

اور یہیں سے امت مسلمہ کی زندگی میں ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے اور علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین اختلافات کی ایسی دیوار حائل ہوجاتی ہے کہ جن کا آمنا سامنا ۳۷ھ میں صفین کے مقام پر دو مدمقابل فوجوں کی شکل میں ہوتا ہے، اس کے بعد پھر ایسے طویل احداث کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

یہاں پر اختلافات کا جائزہ لینے، ان میں اولیٰ وافضل کو مقدم کرنے، علی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دینے نیز معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے عذر پیش کرنے کی بابت آیئے بعض سلف کے عمدہ کلام کو پیش کرتا ہوں، تاکہ حقیقت واضح ہوسکے، چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: صحیح معنوں میں خلفاء ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں تو ان سے کہا گیا کہ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ خلافت کا کوئی اور حقدار نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ (البدایة والنهایة ۸/۱۴۱)

اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جبکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں بیٹھا ہی تھا کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا، دونوں گھر میں داخل کئے گئے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دروازہ بھیڑ دیا گیا اور یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ بہت تیزی کے ساتھ یہ کہتے ہوئے علی رضی اللہ عنہ باہر نکل جاتے ہیں: رب کعبہ کی قسم میرے حق میں فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ پھر اسی طرح تیزی کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکل جاتے ہیں: رب کعبہ کی قسم میری مغفرت ہوگئی ہے۔'' (البداية والنهاية ۱۴۱/۸)

اور ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے کہا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہوں تو انھوں نے اس شخص سے کہا: آخر کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: کیونکہ انھوں نے علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا تھا تو ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا: تعجب ہے تم پر، معاویہ کا رب رحیم ہے اور معاویہ کا مدمقابل درگزر کرنے والا ہے، لہٰذا دونوں کے بیچ میں آپ کا کیا دخل رہ جاتا ہے؟ اللہ دونوں سے راضی و خوش ہو۔

(المصدر السابق)

مختصراً یہ کہ جیسا کہ کئی سلف صالحین سے جب علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین پیش آمدہ اختلافات کی بابت دریافت کیا جاتا تو فرماتے:

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ (البقرة: ۱۳۴)

''یہ ایسی قوم ہے جو گزر چکی ہے، انھیں ان کے کرتوت کا اور تمھیں تمہارے کئے کا بدلہ ملے گا اور تم سے انھوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی بابت نہیں پوچھا جائے گا۔''

پھر اخیر میں اللہ رب العالمین کی مشیت یہ ہوئی کہ خلیفۂ رابع علی رضی اللہ عنہ خوارج کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور اہل عراق نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر ان کے باپ کے جانشین کے طور پر خلافت کے لئے بیعت کی، لیکن معمولی مدت گزرنے کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل دو اسباب کے پیش نظر انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں تنازل اختیار کر لیا:

۱- حسن رضی اللہ عنہ کا یہ احساس کہ جس طرح فوج میرے باپ کی مخالف ہو گئی تھی میری بھی مخالفت پر وہ اتر جائے گی لہٰذا ان کے عذر کو پیشگی قبول کر لینا چاہیے۔

۲- مسلمانوں کے خون کی حفاظت، صلح و آشتی اور مسلمانوں کی شیرازہ بندی کی حرص۔ (الکامل لابن الأثیر ۳/۲۰۳-۲۰۴) خصوصاً جبکہ وہ اپنے جد امجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تعریف کرتے ہوئے یہ سن چکے تھے کہ آپ نے فرمایا تھا:

إن ابني هذا سيد ولعل اللّٰه أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين. (صحيح بخاري، رقم: ۲۷۰۴)

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے مابین صلح کا کام لے۔''

اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے پراسرار انداز میں اپنے صلح کی خواہش کو بیان کیا، حالانکہ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی صلح کی رائے سے دور نہیں تھے، خصوصاً مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے پیش نظر، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری کی ایک روایت بہت ہی عمدہ پیرائے میں صلح عظیم، حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بلند مقام و مرتبہ کو واضح کرتی ہے، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے پہاڑوں کی مانند فوجی لشکروں کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے فوجی دستوں کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے مدمقابل کا سر قلم کئے بغیر پیٹھ نہیں پھیر سکتے، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''جو اللہ کی قسم دونوں میں سب سے بہتر تھے (یعنی عمرو کے بالمقابل) اگر ان لوگوں نے انھیں اور ان لوگوں نے ان کو قتل کر دیا تو مسلمانوں کے معاملات کی دیکھ بھال، ان کی عورتوں کی دیکھ ریکھ اور بچوں کا کون پرسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حال ہوگا، چنانچہ انھوں نے ان (یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہ) کے پاس قریش کی شاخ بنوعبدشمس کے دولوگ عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو روانہ کیا اور کہا: اس آدمی کے پاس تم جاؤ، حالات کی نزاکت کو پیش کرو، ان سے گفتگو کرو اور ان سے (صلح کی) پیشکش کرو۔ دونوں ان کے پاس گئے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، گفتگو کی اور اپنے مطالبہ کو ان کی خدمت میں پیش کیا تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: ہم عبدالمطلب کے خانوادہ سے ہیں، ہم نے اس مال سے وافر حصہ لیا ہے اور یہ امت خاک وخون میں خوب لہولہان ہوچکی ہے۔ تو دونوں نے کہا: وہ آپ کی خدمت میں فلاں فلاں عرض داشت ومطالبات رکھنا چاہتے ہیں اور اس کا سوال کرتے ہیں تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا اس سلسلہ میں کون میری مدد کرے گا تو دونوں نے کہا: ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ تو جو کچھ ان دونوں سے پوچھتے تو وہ کہتے ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ پس حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی اور فرمایا: میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے منبر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے پہلو میں حسن بن علی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی حسن کی جانب متوجہ ہوکر ارشاد فرماتے ہیں:

إن ابني هذا سيد ولعل اللّٰه أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين.

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے مابین صلح کرائے گا۔'' (صحیح بخاری کتاب الصلح رقم ۲۷۰۴۔ اسی طرح امام بخاری نے کتاب الفتن رقم ۷۱۰۹ میں بھی بیان کیا ہے)۔

اس حدیث سے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی صلح کی پیش کش کی تھی۔

اور یہ عظیم صلح اور اس کے حالات وظروف کی مزید وضاحت اور یہ کہ حسن رضی اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنہ نے اس صلح کو کیوں پسند کیا اس روایت سے ہوتی ہے، جسے امام طبری رحمہ اللہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے یونس بن یزید سے اور وہ زہری کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے اہل عراق کے ہراول دستہ کی ذمہ داری قیس بن سعد بن عبادہ کو تفویض کی تھی جن کی مجموعی تعداد چالیس ہزار تھی، جنھوں نے ان سے موت پر بیعت کی تھی اور علی کی شہادت کے بعد ان لوگوں نے حسن بن علی کے ہاتھ پر بیعت کی، لیکن حسن رضی اللہ عنہ قتال کرنا پسند نہیں کرتے تھے، البتہ ان کی خواہش تھی کہ اپنے لئے معاویہ سے کچھ شرطیں طے کرلیں، لیکن انھوں نے جب محسوس کیا کہ قیس اس بات پر ان کی تائید نہیں کریں گے تو انھیں ہٹا کر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ذمہ دار متعین کیا اور انھوں نے بھی وہ شرطیں رکھیں جو حسن رضی اللہ عنہ نے رکھی تھیں۔ (فتح الباری ۱۳/۶۳)

اور امام طبری نے زہری کے طریق سے صلح کے واقعہ کو نقل کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا، پھر کہا: اے حسن! آپ کھڑے ہوں اور لوگوں سے ہم کلام ہوں، انھوں نے شہادتین کے بعد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے اگلوں کے ذریعہ ہماری رہنمائی فرمائی اور ہمارے پچھلوں کے ذریعہ تمہارے خون کی حفاظت فرمائی اور اس حکومت و قیادت کی ایک مدت ہے اور دنیا کو ایک حالت پر قرار نہیں ہے۔ (تاریخ طبری ۵/۱۶۳ و فتح الباری ۱۳/۶۳)

اور جب صلح کی کارروائی مکمل ہوگئی اور حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان تمام لوگوں نے جو قتال سے کنارہ کش تھے، معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، جیسے عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص اور محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہم۔ (فتح الباری ۱۳/۶۳)

اور اس طرح اللہ نے صلح کو قائم کردیا، مسلمانوں کے خون کی حفاظت فرمائی اور ان کے مابین اتحاد قائم ہوا اور مسلمانوں کے خلیفہ کے طور پر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیعت کی گئی اور اس سال ۴۰ھ کو عام الجماعۃ یعنی اتحاد و اتفاق کا سال قرار دیا گیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے جو بھی فضائل و مناقب رہے ہیں، اسی طرح امور خلافت اور اسلامی حکومت کے دائرہ کی توسیع، اسلام کی نشر و اشاعت، دشمنوں کے دلوں میں مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کے تئیں جتنی بھی انتھک کاوشیں رہی ہیں، ان تمام میں حسن رضی اللہ عنہ کا بھی حصہ رہا ہے، کیونکہ مسلمانوں کے درمیان سے فتنہ کی سرکوبی اور شیرازہ بندی میں آپ ہی کا کلیدی رول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں اور تمام صحابۂ کرام سے راضی وخوش ہو، اگرچہ تنگ دل ناپسند کریں اور متقدمین و متاخرین میں سے مریض دل حضرات اپنے دلوں میں تنگی وحرج محسوس کریں۔

جس طرح معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۰؍سال اپنے دور امارت میں کامیاب و کامران رہے، بعینہٖ ویسے ہی اپنے دور خلافت میں بھی کامیاب و فائز المرام تھے۔ گو کتنی ہی قوموں نے ناحق معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض ونفرت کی ہے، لیکن صحابۂ کرام کی ایک جماعت جنھوں نے آپ کے ساتھ زندگی کے شب و روز گزارے، آپ کی اصابت رائے، حلم و بردباری اور سیاست وحکومت کو قریب سے دیکھا، انھوں نے سچے دل سے آپ کو سراہا اور آپ کی مدح سرائی کی اور انصاف پسند مؤرخین نے ان کے تعریفی کلمات کو نقل کیا، انھیں وہ مقام عطا کیا جس کے صحیح معنوں میں وہ حقدار تھے اور اپنی کتابوں میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں متوازن انداز میں مدح وستائش کی جیسے ابن جریر، ابن اثیر، ابن کثیر، ذہبی اور ان کے علاوہ بہت سارے ائمہ رحمهم الله جميعا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوم: اہل بیت نبوی کے یہاں آپ کا مقام ومرتبہ

معرکۂ صفین سے واپسی کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:
''اے لوگو! تم معاویہ کی گورنری اور امارت کو ناپسند مت کرو، کیونکہ اگر تم نے انھیں گم کر دیا تو دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جس طرح حنظل (اندرائن) کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔'' (فتح الباری ۱۴۲/۸)

اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویہ رضی اللہ عنہ کے صلاح وتقویٰ کی گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے خون کی حفاظت کی ذمہ داری سونپ دی ہے۔'' (سير أعلام النبلاء ۲۷۱/۳)

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کے لائق کسی کو نہیں پایا۔ لوگ ان کے پاس دور دراز علاقوں سے آتے تھے، وہ انتہائی وسیع الظرف اور نرم خو تھے، وہ بمقابل عبداللہ بن زبیر کے غضبناک، تنگ دل اور سخت نہ تھے۔'' (اللہ سب سے راضی وخوش ہو)۔ (سير أعلام النبلاء ۱۵۳/۳ ومصنف عبدالرزاق رقم: ۲۰۹۸)

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسا کہ صحیح بخاری (رقم: ۳۷۶۴) میں ہے: ان کی شرف صحابیت کی شہادت دیتے اور اپنے غلام سے کہتے کہ چھوڑو انھوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے، پھر ان کے تفقہ فی الدین کی گواہی دیتے، چنانچہ جب عبداللہ بن عباس سے یہ شکایت کی گئی کہ کیا آپ کو اعتراض ہے امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ پر کہ وہ ایک ہی رکعت وتر پڑھتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: یقیناً وہ فقیہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحیح بخاری:۳۷۶۵)

اور یہ علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادہ محمد بن الحنفیہ ہیں جو یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کا دفاع کرتے ہیں۔ ابن مطیع اور اس کے ساتھیوں کی یزید پر شراب نوشی اور ترک صلاۃ کی لگائی ہوئی تہمتوں پر نکیر کرتے ہوئے ان سے فرماتے ہیں: تم لوگ جو کچھ بیان کررہے ہو میں نے ان میں کچھ بھی نہیں دیکھا ہے، حالانکہ میں نے ان کی خدمت میں حاضری دی ہے، ان کے پاس قیام کیا ہے، انھیں صلاۃ کا پابند، خیر کا متلاشی، سنت کی پیروی کرنے والا اور فقہ کے مسائل دریافت کرنے والا پایا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو صرف ان کی جانب سے آپ کے لئے تصنع و دکھاوا تھا۔ اس پر محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ وہ مجھ سے کس بات پر ڈرتا اور مجھ سے کس چیز کی امید میں خشوع کے اظہار پر مجبور ہوتا؟ کیا میں تمھیں نہ بتلادوں جو تم اس کے بارے میں شراب نوشی کی بابت بیان کررہے ہو؟ اگر انھوں نے بذات خود تمھیں اس بات کی خبر دی ہے تو تم لوگ اس کام میں ان کے برابر کے شریک ہو اور اگر انھوں نے تمھیں اس بات کی بالکل اطلاع نہیں دی ہے تو جس چیز کا تمھیں علم نہیں ہے اس کی گواہی دینے کے تم قطعاً روادار نہیں ہو۔ (البداية والنهاية ۸/۲۵۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہارم: صحابہ کرام کے یہاں ان کا مقام ومرتبہ

یہ عجیب وغریب بات ہے کہ اللہ رب العزت تمام صحابۂ کرام سے اپنی رضامندی اور خوشی کا اظہار فرماتا ہے، جن میں معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، لیکن پھر بھی کچھ لوگ ان کے خلاف شور مچانے پر بضد ہیں۔ اسی طرح حیرت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی انتہائی عظیم ذمہ داری ''وحی'' پر ان کو امین سمجھیں، ان پر اعتماد وبھروسہ کریں اور دوسرے لوگ انھیں خائن قرار دیں، ان پر تہمت لگائیں۔

یہ ظلم وناانصافی کی انتہا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے جہاد، جاں نثاری وفداکاری، سرحد کی پہرے داری اور فتوحات کے طویل سلسلہ کو جو کہ چالیس سالوں تک محیط ہے، کو طاق نسیاں کے حوالے کرکے معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں کو ان کی ایسی خامیوں و غلطیوں کو بہانہ بناکر بے وقعت قرار دیں جن سے کوئی فرد بشر محفوظ نہیں ہے، حالانکہ معاویہ رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں معذور ہیں، جبکہ ہر شخص کو یہ معلوم ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ۶۰ سال اسلام کے سایۂ عاطفت میں زندگی کے حسین لمحات گزارے ہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاصرین اور ان کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے تو ان کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں، حالانکہ وہ امت کے افضل ترین لوگ ہیں، جیسے مسور بن مخرمہ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے اپنی گفتگو کے بعد جب بھی ان کا ذکر کرتے ان کے حق میں دعائے مغفرت کرتے۔ (تاریخ بغداد ۱/۲۰۹) اور یہ انتہائی بعد میں آنے والے لوگ ان پر طعن وتشنیع کے لئے پورے طور پر بضد ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا دفاع کرتے ہیں اور آپ کے علاوہ ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایذا رسانی کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے فرمایا:

دعوا لی أصحابي وأصهاري، فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين.

''تم لوگ میرے لئے، میرے صحابہ اور رشتہ داروں کو چھوڑ دو جس نے ان پر سب وشتم کیا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

اور معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، آپ کے رشتہ دار (برادر نسبتی)، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی پر آپ کے امین تھے۔ (تاریخ بغداد ۱/۲۰۹) اور مذکورہ حدیث کو ابن عدی نے الکامل ۳۵۲/۵ میں اور علامہ البانی نے السلسلة الضعيفة رقم: ۳۶۰۱ میں ضعیف قرار دیا ہے)۔

کبار صحابہ کے یہاں آپ کا مقام و مرتبہ مسلّم تھا، چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو دمشق کا گورنر بنایا، بلکہ خلیفہ بن خیاط جو کہ قدیم ثقہ مؤرخین میں سے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے پورے شام کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں دے دیا تھا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں اس پر برقرار رکھا تھا، اگرچہ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی انھیں پورے شام کا والی و گورنر بنایا تھا۔

علاوہ ازیں جمہور صحابۂ کرام کی نظروں میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت زیادہ قدر و منزلت تھی اور وہ ان کو انتہائی عزت و پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے، چنانچہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کی زیارت فرمائی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے سواروں اور پیادوں کے ایک عظیم لشکر کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر حیران و ششدر ہو گئے، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں جواب دیتے ہوئے فرمایا: ہم ایسی سرزمین میں ہیں جہاں دشمن کے جاسوس بھاری تعداد میں ہیں، لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم بادشاہ کے جاہ و جلال اور عزت و وقار کا اظہار اس انداز میں کریں جس سے اسلام اور اہل اسلام کی عزت و سربلندی ہو اور دشمنوں پر رعب و دبدبہ اور خوف و دہشت طاری ہو۔ اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ہمیں کرنے کا حکم دیں تو آپ کا حکم سر آنکھوں پر اور منع کریں تو ہم اس سے باز آنے کے لئے پورے طور پر تیار ہیں۔تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے معاویہ! میں نے آپ سے جس بھی چیز کی بابت دریافت کیا تو آپ نے مجھے دانتوں سے انگلیوں کو چبانے والے کے مانند کردیا۔اگر تمہاری کہی گئی بات حق اور سچ ہے تو ایک دانا اور ماہر تجربہ کار کا مشورہ، ورنہ ایک ادیب کا فریب اور مکر وحیلہ ہے۔معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ جس چیز کا چاہیں مجھے حکم دیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ میں تمھیں کرنے کا اور نہ ہی باز رہنے کا حکم دوں گا۔اس پر ایک آدمی نے کہا: اے امیر المومنین! اس نوجوان کو آپ نے جس منصب پر فائز کیا تھا، کیا ہی بہترین انداز میں اس نے اسے عروج و ارتقا کی منزل تک پہنچایا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے حسن انتظام و تدبیر ہی کی بنا پر ہم نے اسے اس جیسے اہم منصب پر فائز کیا ہے۔(سير أعلام النبلاء، ۱۳۳/۳)

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، معاویہ رضی اللہ عنہ کی قائدانہ صلاحیت و اہلیت کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ جیسا سردار فرماں روا نہیں دیکھا۔ان سے کہا گیا: کیا ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم؟ تو فرمایا: اللہ کی قسم وہ سب کے سب معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل اور بہتر تھے، البتہ معاویہ رضی اللہ عنہ ان سب سے بڑے سردار تھے۔(الاستيعاب بهامش الإصابة ۱۳۹/۱۰)۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔جب نافع سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی؟ کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اختلاف میں اپنے آپ کو (نہیں) ڈالتے ہیں اور جماعت سے قطعاً علیحدگی کو ناپسند کرتے ہیں اور جب سب کے سب معاویہ رضی اللہ عنہ پر متفق ہوگئے تو انھوں نے بیعت کی۔(المصدر السابق ۱۳۹/۱۰)۔اصل عربی عبارت ہے "كان ابن عمر يعطي يداً في فرقة" مذکور ہے، لیکن شاید صحیح عبارت اس طرح ہے "لا يعطي يداً في

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرقة'' یعنی اپنی بیعت کو اختلاف کی نذر نہیں کرتے ہیں۔''

اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے اس امیر (یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ) سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاۃ سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا ہے۔'' (اس کے رواۃ ثقہ ہیں۔ سیر أعلام النبلاء ۱۳۵/۳) امام طبرانی نے اس حدیث کو مسند الشامیین (۱۶۸/۱) میں روایت کیا ہے۔ ہیثمی فرماتے ہیں: قیس المذجی کو چھوڑ کر سارے راوی صحیح کے راوی ہیں اور قیس ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ۳۵۷/۹) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں چلتے تھے اور ارشاد فرماتے: مجھے تم لوگوں پر افسوس ہے، تم معاویہ کی کنپٹی کو مضبوطی سے تھام لو (یعنی ان کی اطاعت کو لازم پکڑ واور ان کے دور حکومت کو غنیمت سمجھو) اے اللہ تو مجھے بچوں کے دور حکومت تک نہ پہنچانا (یعنی اس سے پہلے وفات دے دینا)۔ (مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ۷۹/۲۵، بحوالہ أثر العلماء في الدولة الأموية للدكتور عبدالله الخرعان، ص۸۴)

الحاصل صحابۂ کرام کی ایک غیر متعد بہ تعداد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد زرّیں پایا، سب بغیر اعتراض کئے ہوئے ان کی تعریف میں رطب اللسان رہے، یہاں تک کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کئی صحابۂ کرام نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت پایا ہے، ان میں سے سعد بن ابی وقاص، اسامہ بن زید، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، زید بن ثابت، سلمہ بن خالد، ابوسعید الخذری، رافع بن خدیج، ابوامامہ الباہلی، انس بن مالک اور جن کا میں نے تذکرہ کیا ہے، ان کے کئی گنا اور لوگ تھے جو سب کے سب شب دیجور میں ہدایت کے چراغ اور علم کے سمندر تھے اور تابعین میں جیسے مسور بن مخرمہ (ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا تعلق صغار صحابہ سے تھا) اور عروہ بن زبیر وغیرہ، سب کے سب نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متفقہ محاذ سے پہلوتہی اختیار کی اور نہ اطاعت سے روگردانی کی۔ (تاريخ ابوزرعه الدمشقی، ۱۸۹/۱-۱۹۰، البداية والنهاية لابن كثير ۱۳۳/۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پنجم: تابعین عظام کے یہاں آپ کا مقام ومرتبہ

تابعین عظام رحمہ اللہ کے کلمات بھی آپ کی منقبت اور عظمت شان کے بیان میں کافی اہمیت کے حامل ہیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، چنانچہ معافی بن عمران سے دریافت کیا گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بمقابل عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ اس کی وجہ سے وہ بہت ہی زیادہ غضبناک ہوئے اور فرمایا: اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کا بھی موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ رہی بات معاویہ رضی اللہ عنہ کی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، رشتہ دار (برادر نسبتی)، کاتب، اللہ رب العزت کی وحی کے امین تھے۔ (تاریخ ابن عساکر ۵۹/۱۰۸)

اور ائمہ کرام نے اپنے اتباع و شاگردان کو تاکیدی طور پر یہ وصیت کی ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہی سے کیا کریں، چنانچہ ابوادریس خولانی عمیر بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر و بھلائی ہی کے ساتھ کیا کرو، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! تو اسے ہدایت دے۔ (التاریخ الکبیر ۷/۳۲۹) عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناک کی دھول (میدان جہاد میں) عمر بن عبدالعزیز سے کہیں زیادہ افضل و بہتر تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۸/۱۵۱)

اور امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھ سے کہا: اے زہری! سنو، جو شخص ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے محبت اور عشرۂ مبشرہ بالجنہ کے جنتی ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی گواہی دیتے ہوئے نیز معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا تو اللہ رب العزت کا یہ حق ہوگا کہ اس شخص سے سخت حساب نہ لے۔ (البداية والنهاية ۱۵۱/۸)اور عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت دینی اعتبار سے ابتلاء وآزمائش کی سی ہے، لہٰذا ہم جسے دیکھیں کہ وہ انھیں بری نگاہ سے دیکھتا ہے تو ہم صحابۂ کرام کی جماعت کے سلسلہ میں اسے متہم قرار دیں گے۔(البداية والنهاية ۱۵۱/۸)

ابوزرعہ دمشقی رحمہ اللہ امام اوزاعی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بہت سارے صحابۂ کرام سے ملا، ان میں اسامہ بن زید، سعد بن ابی وقاص، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، سلمہ بن مخلد، ابوسعید خدری، رافع بن خدیج، ابوامامہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہم اور ان سے کہیں زیادہ اور کئی گنا پاکباز ہستیاں جن کے ناموں کو بیان کیا، یہ سب کے سب ہدایت کے روشن چراغ اور علم کے بحر بیکراں تھے، جنھوں نے قرآن کے زمانۂ نزول کو پایا اور دین حنیف کے جدید رخ زیبا کا خیر مقدم کیا۔ مذہب اسلام کی ان تمام گراں قدر تعلیمات سے فیضیاب ہوئے جن سے دوسرے لوگ نابلد رہے اور براہ راست رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی تفسیر حاصل کی اور انھیں نفوس قدسیہ کے سامنے پورے اخلاص و احسان کے ساتھ زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے تابعین عظام بھی ناقابل شمار ہیں جن میں سے بطور مثال مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث، سعید بن مسیّب اور عبداللہ بن محیریز رحمہم اللہ اور ان جیسے اور بہت سارے لوگ جنھوں نے صحابۂ کرام کے سلسلہ میں جماعت سے کنارہ کشی نہیں اختیار کی۔(المصدر السابق ۱۴۴/۸،۱۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ششم: معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں اہل علم کے تعریفی کلمات

علماء امت کے یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ مسلّم ہے۔آیئے امام ذہبی رحمہ اللہ کی زبانی معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف اور ان کا خراج عقیدت سماعت کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

''ان کی شان وشوکت کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ایک ایسے صوبہ پر جو کہ اسلامی مملکت کی سرحد ہو، اس پر عمر فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہما جیسے مدبر و تجربہ کار خلیفہ مسلسل گورنر متعین کرتے ہیں، جس پر انھوں نے انتہائی چابک دستی کے ساتھ مکمل طور پر کنٹرول حاصل کیا اور انتہائی حسن وکمال کے ساتھ اپنے واجبات کو سرانجام دیتے رہے۔ اپنے حلم و بردباری اور جود وسخا سے لوگوں کا دل جیتا، گوان میں سے بعض کے لئے آپ تکلیف کا سبب بھی بنے، لیکن کرتے کیا بادشاہ کی یہی شان ہوتی ہے، گوآپ کے علاوہ بہت سارے صحابہ آپ سے افضل، آپ سے بہتر اور آپ سے زیادہ لائق و فائق تھے، لیکن اس کے باوجود اس مرد مجاہد نے اپنے کمال عقل، فرط ذکاء، زیرکی و دوراندیشی، حلم و بردباری، وسعت ظرفی وقوت تدبیر اور پختہ فیصلوں کے ذریعہ دنیا پر حکومت وراج کیا، اگرچہ آپ کی بعض بشری لغزشیں اور امور رہے ہیں، لیکن وہ اللہ کے ذمہ ہیں۔'' (سیر أعلام النبلاء ۱۳۲/۳، ۱۳۳) اسی طرح آپ نے مزید فرمایا: معاویہ سب سے افضل و بہتر بادشاہ ہیں، جن کی عدل گستری ان کے ظلم پر غالب رہی، البتہ غلطیوں سے وہ معصوم نہیں رہے اور اللہ عفوودرگذر فرمانے والا ہے۔ (سیر أعلام النبلاء ۱۵۹/۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ علی الاطلاق وہ اس امت کے سب سے افضل ترین بادشاہ ہیں، فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے افضل ترین بادشاہ ہیں، اس لئے ان سے پیشتر چاروں (خلفاء راشدین) خلفاء نبوت تھے اور یہ مسلمانوں کے سب سے پہلے بادشاہ تھے اور ان کا دور حکومت بادشاہت اور رحمت کے طرز پر قائم تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے:

یکون الملک نبوة ورحمة، ثم تکون خلافة ورحمة ثم یکون ملک و رحمة ثم ملک و جبریة ثم ملک عضوض.

''پہلی حکومت نبوت اور رحمت ہوگی، پھر اس کے بعد خلافت ورحمت ہوگی، پھر اس کے بعد ملوکیت ورحمت ہوگی، پھر اس کے بعد مجبور بادشاہت ہوگی پھر اس کے بعد کاٹ کھانے والی ملوکیت ہوگی۔''

اور ان کے عہد حکمرانی میں رحم دلی، حلم و بردباری اور مسلمانوں کے لئے فوائد کی بہتات تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ تمام بادشاہوں سے افضل اور بہتر تھے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۴/۴۷۸)

ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبین، حساب دانوں، فصحاء میں سے حلیم اور باوقار انسان تھے۔ (الاصابة، ۹/۲۳۲)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ثناخوانی کرتے ہوئے کچھ اس طرح گویا ہیں:

''معاویہ رضی اللہ عنہ کی باوقار شخصیت پر مسلمانوں کا اتفاق ہوگیا تھا۔ ۴۱ھ میں رعایا نے اجماعی طور پر آپ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور آپ کی وفات تک امور سلطنت مستقل طور پر جاری وساری رہے، اسلامی جہاد دشمنوں کے علاقوں میں قائم تھا، اللہ کا کلمہ سربلند اور روئے زمین کے اطراف واکناف سے مال غنیمت آپ کی خدمت میں لوٹائے جاتے تھے، نیز مسلمان آپ کے ساتھ امن وراحت، عدل وانصاف اور عفو و درگذر کے عالم میں زندگی بسر کررہے تھے۔'' (البدایة والنهایة ۸/۱۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض فرمودات
(اہل فضل کا اعتراف اوران کی سیاسی بصیرت)

معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں:

''اے لوگو! میں تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں، تم میں ایسی ہستیاں موجود ہیں جو مجھ سے بہتر ہیں، جیسے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو اوران کے علاوہ افضل ترین بزرگان ہیں۔ ہاں ہوسکتا ہے کہ حکومتی سطح پر میں تمہارے لئے زیادہ فائدہ مند، تمہارے دشمنوں کی گردن مروڑنے کے لئے زیادہ موزوں اور تمھیں زیادہ خوش حال رکھنے والا ثابت ہوں۔''

(البداية والنهاية ١٤١/١٨)

اورایک دوسرے موقع پر اپنے سے پہلے نعمت ایمان سے سرفراز ہونے والوں کے فضل کا اعتراف کرتے ہوئے اوران جیسے اعمال سرانجام نہ دینے پر اپنی طرف سے معذرت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میرے نفس نے ابن ابی قحافہ کے مانند عمل کی خواہش کی، لیکن میں نے اس کے اندر ویسا کرنے کی سکت نہ پائی، پھر میں نے اسے ابن الخطاب کے عمل کی طرح آمادہ کیا تو وہ ان کے بمقابل اورہی بدکنے اوردور بھاگنے لگا، بالآخر میں نے عثمان کے معمولات کو اختیار کرنے کی کوشش کی، لیکن میرا نفس اس کے لئے تیار نہ ہوسکا اورکہاں ہیں ان جیسے (فرشتہ صفت) لوگ؟ اورکون ہے جو ان کے کردار وعمل کی سکت اپنے اندر پاتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کے بعد کوئی ان کے فضل ومرتبہ تک رسائی حاصل کرے۔ اللہ کی رحمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور رضوان ان پر ہو۔'' (البداية والنهاية ۸/۱۴۱)

''اور اللہ کی قسم جس کے پاس تلوار نہیں، میں اس کے اوپر تلوار نہیں اٹھاتا ہوں اور تمہارے علم و دانش کے مطابق کوئی (دشمن) کتنا ہی آگے بڑھ جائے میں اسے پیچھے کر کے رہوں گا۔'' (المصدر السابق ۸/۱۴۱)

اور جس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ جاں کنی کے عالم میں تھے تو اپنے صاحب زادہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے میرے بیٹے! میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے، ایک دن آپ ایک حاجت کے تحت نکلے، میں برتن لے کر آپ کے پیچھے نکل گیا۔ آپ نے مجھے اپنے جسم پر ملبوس دو کپڑوں میں سے ایک پہنایا، اسے میں نے آج کے دن کے لئے چھپا کر محفوظ رکھا تھا، اور ایک دن آپ نے اپنے ناخن اور بال کٹوائے تو اسے بھی میں نے آج کے دن کے لئے چھپا کر محفوظ کر لیا تھا، تو جب میں مر جاؤں گا تو اس قمیص کو کفن کے اندر میرے چمڑے سے متصل رکھ دینا اور اس بال و ناخن کو لے لو اسے میرے منہ، آنکھ، سجدہ کے مقامات میں رکھ دینا، اگر کوئی چیز فائدہ پہنچا سکتی ہے تو یہی چیزیں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔'' (الاستيعاب لابن عبدالبر بهامش الإصابة لابن حجر ۱۰/۱۴۳)

اور قبل اس کے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے رب سے مغفرت کا سوال کرتے، نیز اپنے ان نیک کاموں کو جو ان کے گناہوں کے لئے کفارہ کا سبب ہوں، بیان کرتے، اس سے پہلے ہی مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ (جو ان کے پاس بحث و تکرار اور احتساب کے لئے حاضر ہوتے تھے) لاجواب ہو گئے۔ وہ صغار صحابہ میں افضل لوگوں میں سے تھے۔ ابن حجر اور ذہبی نے ان کی ولادت ہجرت کے دوسرے سال درج کی ہے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول ۶۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

(الإصابة ۳/۲۹۱، ۳۹۴ ومنهاج السنة لابن تيمية ۲/۲۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن تیمیہ وذہبی اوران سے قبل ابن عسا کر وابن عبدالبر نے حکمت ودانائی پر مبنی ان کی سنجیدہ گفتگو اور بحث کو نقل کیا ہے، جن میں سے بعض باتیں جیسا کہ عروہ نے بیان کیا ہے کہ ان سے مسور نے بیان کیا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے معاویہ نے کہا کہ ائمہ (صحابہ) کی شان میں تمہاری طعنہ زنی نے گل کھلائے ہیں، تو مسور نے کہا: ہمیں اس کے بجائے اس بات کا اچھی طرح سے جواب دو جس کے لئے ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ معاویہ نے کہا: چاہیئے کہ آپ بذات خود مجھ سے میرے عیوب کی بابت بتائیں؟ مسور نے کہا: میں نے چھوڑا ہی کیا ہے سب کچھ بیان تو کر چکا ہوں۔ معاویہ نے کہا: میں گناہ سے بری تو نہیں ہوں، البتہ رعایا کی ذمہ داری کے تحت میرے ذمہ جو اصلاح وتربیت کا کام تھا اسے شمار کرائیں گے یا احسان کو فراموش کر کے گناہوں کو گنائیں گے۔ میں (مسور) نے کہا: جی ہاں۔ تو معاویہ نے کہا: یقیناً ہم اللہ کی شان میں سرزد اپنی تمام لغزشوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ کیا آپ کے کچھ گناہ ہیں جن سے آپ ڈر محسوس کرتے ہیں؟ (مسور نے) کہا: جی ہاں۔ تو معاویہ نے کہا: میرے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرت کی امید کے زیادہ لائق بنایا ہے۔ اللہ کی قسم! میرے ذمہ اصلاح وجہاد اور اقامت حدود کا بارگراں آپ سے کہیں زیادہ رہا ہے اور مجھے اللہ اور اس کے علاوہ کے درمیان اختیار دیا جاتا تھا تو میں اللہ کو ترجیح دیتا تھا اور میرا تعلق ایسے دین سے ہے جس میں عمل قبول، نیکیوں کا بدلہ اور گناہوں کو معاف ودرگذر کیا جاتا ہے۔ مسور نے کہا: میں سمجھ گیا کہ انھوں نے مجھے مغلوب (چت) کر دیا۔

عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جب بھی مسور کو معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے سنا تو ان کے لئے انھوں نے ضرور دعا کی۔ (سیر أعلام النبلاء ۳/۳۹۱، ۳۹۲ ومنهاج السنة ۲/۲۶۱) ابن عبدالبر اس واقعہ پر تعلیق چڑھاتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ یہ واقعہ ابن شہاب الزہری سے مروی تمام احادیث میں سب سے صحیح واقعہ ہے۔ (الاستيعاب بهامش الإصابة ۱۰/۱۴۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہلاکت خیز مصائب اور ان کا علاج:

معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت وتنقیص میں بہت ساری حدیثیں وارد ہیں، جو دو طرح کی ہیں:

(۱) کچھ ضعیف اور باطل ہیں جن کی تردید کے لئے ان کی سند اور متن کا ضعف ہی کافی ہے، جیسے حدیث: **إذا رأيتم معاوية يخطب على منبري فاقتلوه.** ''جب تم میرے منبر پر معاویہ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھو تو اسے قتل کر دو۔'' اور حدیث: **معاوية في تابوت من نار في أسفل درك منها.** ''معاویہ (رضی اللہ عنہ) جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں جہنم کے تابوت میں ہوں گے۔'' اور حدیث: **كيف بك يا معاوية! إذا وليت حقبا تتخذ السيئة حسنة والقبيح حسنا يربو فيها الصغير ويهرم فيها الكبير، أجلك يسير وظلمك عظيم.** ''اے معاویہ! اس وقت تمہارا کیا حشر ہوگا جب تمھیں ایک مدت کے لئے حکمراں بنایا جائے گا، جس میں آپ گناہ کو نیکی اور بدی کو نیکی بنالیں گے، جس میں چھوٹا بڑا اور بڑا بوڑھا سمجھا جائے گا۔ آپ کی مدت حکومت مختصر اور آپ کا ظلم وستم بڑا ہوگا۔''

یہ سب جھوٹی اور من گھڑت حدیثیں ہیں۔ ابن تیمیہ اور خلال جیسے علماء نے ان کے بارے میں ثابت کیا ہے کہ یہ جھوٹی ہیں اور اسے روافض اور شکوک وشبہات والوں کی کارستانی قرار دیا ہے اور یہ اشارہ کیا ہے کہ یہ سب موضوع ومن گھڑت روایتیں ہیں۔

(الموضوعات لابن الجوزي ۲/۱۵ اور ملاحظہ ہو: الاستنفار للنبي عن الصحابة الأخيار للشيخ سليمان العلوان ص۳٦)

(۲) ان میں کچھ صحیح روایتیں ہیں جن کی اصل علم تشریح وتخریج کی ہے، جیسے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کی اینٹیں ایک ایک منتقل کرتے تھے، جبکہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جگہ رکھتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس سے گزر ہوا، آپ نے ان کے سر سے گرد و غبار کو جھاڑا اور فرمایا:

ويح عمار تقتله الفئة الباغية، عمار يدعوهم إلى اللّٰه ويدعونه إلى النار. (صحيح بخاري: ۲۸۱۲)

''عمار پر افسوس ہے، انھیں ایک سرکش جماعت قتل کرے گی، جنھیں عمار اللہ کی طرف دعوت دیں گے اور وہ انھیں جہنم کی طرف بلائیں گے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حق و صواب علی رضی اللہ عنہ کے ہم رکاب تھا اور تمام سلف و خلف علماء کے یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ معذور تھے اور صحیح حدیث دونوں فریق یعنی اہل عراق و اہل شام کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتی ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

تمرق مارقة على خير فرقة من المسلمين، فيقتلها أدنى الطائفتين إلى الحق.

''مسلمانوں کی سب سے بہتر جماعت کے خلاف ایک فرقہ بغاوت پر آمادہ ہوگا جسے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں حق سے سب سے زیادہ قریب جماعت قتل کرے گی۔''

باغی فرقہ خوارج کی جماعت تھی، جنھیں علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا تھا۔ اور جب معاویہ رضی اللہ عنہ سربراہ مملکت ہوئے تو ہر سال دو دفعہ رومیوں پر یلغار کرتے۔ ایک دفعہ گرمی میں اور دوسری دفعہ سردی میں۔ (البداية والنهاية ۱۳۷/۸)

ایک دوسری مصیبت اور اس کا علاج:

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین نے جن چیزوں کو بہانہ بنا کر آپ پر ستم ڈھایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے خلاف بددعا کی ہے اور فرمایا: **لا أشبع اللّٰه بطنه.** ''اللہ تعالیٰ انھیں آسودہ و شکم سیر نہ کرے۔'' اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو امام احمد، مسلم اور حاکم نے روایت کیا ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں طلب کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا دیں۔ عبداللہ بن عباس آئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا تناول کر رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ کر انھوں نے بتایا کہ وہ ماحضر تناول کر رہے ہیں۔ دوبارہ آئے اور پھر کہا کہ وہ کھا رہے ہیں لہٰذا تیسری دفعہ جب انھوں نے وہی کلمہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا: **لا أشبع اللّٰه بطنه.** ''اللہ ان کے پیٹ کو آسودہ نہ کرے۔'' کہتے ہیں اس کے بعد وہ کبھی آسودہ نہ ہو سکے۔

اس حدیث کے سلسلہ میں اہل علم نے سمجھنے اور غور کرنے کی کوشش کی ہے اور بعض لوگوں نے اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور منقبت میں شمار کیا ہے۔ یہی ابن کثیر رحمہ اللہ ہیں جو اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''معاویہ رضی اللہ عنہ نے دنیا و آخرت دونوں میں اس حدیث سے فائدہ اٹھایا ہے۔ رہی دنیا کی بات تو جب وہ شام کے گورنر بنے تو دن میں وہ سات دفعہ کھانا تناول کرتے تھے۔ ایک پیالہ میں بہت زیادہ گوشت اور پیاز آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا اور آپ اسے تناول فرماتے۔ ایک دن میں سات دفعہ گوشت، حلویٰ اور میوہ اور بہت ساری چیزیں کھاتے تھے اور فرماتے کہ اللہ کی قسم! میں آسودہ نہیں ہوتا اور اس نے تو مجھے تھکا دیا ہے۔''

اور یہ ایسی نعمت اور انعام و اکرام تھا جس کی رغبت و خواہش ہر بادشاہ رکھتا ہے۔ اور رہی بات آخرت میں اس دعا کی تاثیر کی تو امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد اس حدیث کو ذکر کیا ہے، جسے امام بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ بہت سارے لوگوں نے کئی سندوں سے مختلف صحابۂ کرام سے نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهم إنما أنا بشر فأيما عبد سببته أو جلدته أو دعوت عليه وليس لذلك أهلا فاجعل ذلك كفارة وقربة تقربه بها عندك يوم القيامة.

''اے اللہ! میں ایک انسان ہوں، لہٰذا اگر میں نے کسی بندہ کو برا بھلا کہا، یا اس پر کوڑے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

برسائے یا اس کے خلاف بددعا کی، حالانکہ وہ اس کا مستحق نہیں تھا تو تو اس کے لئے کفارۂ ذنوب اور روز قیامت اسے اپنے قرب کا ذریعہ بنادے۔''

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو پہلی حدیث کے ساتھ جوڑ کر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو واضح کیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ذکر کی ہے۔(البدایة والنهایة ۱۲۹/۸-۱۳۰)

پھر یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کے لئے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تھا، اس سیاق میں بیان کی تھی، جیسا کہ حدیث میں ابن عباس کے اشارہ (وكان كاتبه) ''اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے'' سے سمجھ میں آتا ہے، تو یہ دعا خیر ہی ہے، اگرچہ کسی سبب سے مدعو نے آنے میں تاخیر کی تھی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید رحمہ اللہ کی بیعت:

یزید کی خلافت کے لئے نامزدگی کے وقت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے رب سے دعا کرتے اور فرماتے:

''اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے اس ذمہ داری کا اہل سمجھتے ہوئے اسے والی بنایا ہے تو میں نے اسے جو ذمہ داری تفویض کی ہے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ میں نے یہ حکومت اس کے سپرد اس لئے کی ہے کہ چونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں نے اس کو جو ذمہ داری دی ہے اسے تو انجام تک نہ پہنچا۔'' (البداية والنهاية ۸۷/۸)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یزید رحمہ اللہ کے لئے بیعت کرنا:

یزید رحمہ اللہ کی بیعت سے کئی صحابۂ کرام کے اعتراض کے باوجود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی کہ ان کی بیعت توڑ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے خلاف قطعاً خروج نہ کرنا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ جب کئی لوگ یزید بن معاویہ کی بیعت سے دست بردار ہوئے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں اور اہل خانہ کو اکٹھا کیا اور حمد وصلاۃ کے بعد فرمایا:

"الغادر ينصب له لواء يوم القيامة فيقال: هذه غدرة فلان."

"ہر عہد شکن کے لئے روز قیامت ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں کی عہد شکنی (کا نتیجہ) ہے۔"

اور اخیر میں فرمایا: "لہٰذا خبردار تم میں سے کوئی یزید کی بیعت سے دستبردار نہ ہونا اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی زیادتی کا ارتکاب مت کرنا، ورنہ میں اپنے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والا ہوں گا۔" (مسند احمد ۵۲۱/۹) اور ارناؤوط نے کہا: "اس کی سند شیخین کی شرط کے مطابق صحیح' ہے اور حدیث کی اصل صحیحین اور ان کے علاوہ کے یہاں ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۱۱۷ و صحیح مسلم: ۱۷۳۵)

معاویہ رضی اللہ عنہ کی عیب چینی کرنے والی جماعتیں:

ان لوگوں کا تعلق کسی خاص جنس اور کسی ایک مذہب سے نہیں ہے، بلکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص میں خوارج، روافض، معتزلہ، مستشرقین اور ان کے خوشہ چیں علمانی اور لیبرل وغیرہ قسم کے بے شمار لوگ ہیں۔

(۱) معتزلہ: عبدالجبار معتزلی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں بیان کرتا ہے کہ اگر ان کی خامیاں، مثالب اور رسوائیاں نا قابل شمار نہ ہوتیں تو میں اس کے کچھ حصہ کو اس کتاب میں جگہ ضرور دیتا۔ (المغني في أبواب التوحيد والعدل) اور مزید کہتا ہے کہ وہ دین سے برگشتہ اور حکومت وتسلط کی راہ پر گامزن تھا۔ (عن مواقف المعارضين في خلافة يزيد للشيباني، ص ٦٩) اور بیشتر معتزلہ معاویہ وعمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ (المصدر السابق، ص ٦٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) روافض: رہی بات روافض کی تو معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ان کی طعن و تشنیع کافی مشہور ہے، یہاں تک کہ مسعودی نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے صفین جاتے وقت اہل شام کو بدھ کے دن جمعہ کی صلاۃ پڑھائی۔ (مروّج الذھب ۴۱/۳) اور اتنا ہی نہیں بلکہ روافض نے ان کی ظاہری شکل وصورت کو گھناؤنے انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ یعقوبی نے کہا: معاویہ (رضی اللہ عنہ) ترش رو، ابھری آنکھوں، گھنی داڑھی، کشادہ سینہ، بڑے سرین اور چھوٹی پنڈلی وران والے تھے۔ (تاریخ الیعقوبي ۴۱/۲) حالانکہ ابن ابی الدنیا وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ طویل القامت، خوب رو اور گورے تھے۔ (سیر أعلام النبلاء ۱۳/۳)

جی ہاں، صحابۂ کرام کے سلسلہ میں طعن وتشنیع زمانۂ قدیم ہی میں باطل فرقوں اور منحرف مذاہب کی پیدائش کے وقت سے شروع ہوگئی ہے، چنانچہ بہت ساری کتابیں ان کے سب وشتم بلکہ لعن وطعن سے سیاہ ہوگئی ہیں، حالانکہ وہ ارباب فضیلت اور اسلام میں سبقت کرنے والے رہے ہیں اور آج بزدل ومنحرف لوگ اسی طعن وتشنیع اور دشنام طرازی کو بحال کرنے کی دہائی دیتے ہیں۔ گو یہ طعنہ زنی کرنے والے اپنی مذہبی ومسلکی نسبت اور مکاتب فکر میں باہم اختلاف رکھتے ہیں، لیکن خیرالقرون کے سب وشتم، عیب چینی اور ان کے خلاف فتنہ کی آگ بھڑکانے کے مقصد میں سب اکٹھا ہوجاتے ہیں، لیکن ایسے میں یہ سوال قائم ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ طعن کرنے والوں کا کیا مقصد ہے اور وہ کس حد تک پہنچنا چاہتے ہیں؟

تو حقیقت یہ ہے کہ یہ شریعت مطہرہ پر ناجائز اجارہ داری قائم کرنے کی ناروا کوشش ہے، جو گرچہ اشخاص وافراد پر زیادتی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے، حالانکہ اس طعن کے شکار ناحق طور پر ایسے لوگ قرار پائے ہیں جو صحیح معنوں میں دین کے پاسبان اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دین کو امت تک لے جانے والے انتہائی افضل ترین قدوسی نفوس ہیں اور یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ جب ناقل کی تنقید وتنقیص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگی تو منقول بدرجۂ اولیٰ ساقط الاعتبار اور ہدف تنقید کا نشانہ بنے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومنین یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام نبوت اور آپ کی شان میں انگشت نمائی اور بے جا اپنی اجارہ داری اور تسلط قائم کرے، لیکن یہ سب چپکے چپکے کرتے ہیں، لہٰذا جب اسلام کی جانب منسوب لوگوں کے ہاتھوں عوام الناس کو برانگیختہ کر کے مقام رسالت پر انگشت نمائی کی جائے گی تو آپ کے اصحاب پر تنقید، عیب جوئی اور ان کی شان کو گھٹانے کا یہ عمل ان سے اوپر کی ہستیوں کی شان میں گستاخی اور ان پر طعن و تشنیع کا زینہ ٹھہرے گا۔

ان تمام اتہامات و الزامات کے پس پردہ ان کا بنیادی مقصد دیوار فضیلت کو منہدم اور اس کے پاسباں سے فاصلوں کو ختم کرنا ہے، لہٰذا جب فضیلت کے محافظین اور کشتی کے بڑے ناخداؤں پر زیادتی کا موقع میسر ہو گیا، تو ان سے کم تر پر تہمتوں کی بوچھار کرنا بدرجۂ اولیٰ آسان ہو جائے گا اور طعن زن قوم کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مومنوں کے دلوں پر حکمرانی کرنے والی قابل نمونہ ہستیوں کی حیثیت کو ناپید کر دیں، تاکہ جب ان رہنماؤں کو راستہ سے ہٹا دیا جائے گا یا ان کی معنویت مشکوک کر دیا جائے گا تو ان گمراہوں کے لئے ماحول پورے طور پر سازگار ہو جائے گا کہ اپنے ہم مشرب کو رہنما کے طور پر پیش کریں، ایسے مرد و خواتین کو عظیم قرار دیں جن کا اللہ کے یہاں کوئی وقار نہیں اور جو عظمت و بڑائی کے اوصاف سے عاری ہیں، یہ صرف اور صرف ان بدخواہوں کے نفس کا انھیں ضلالت و گمراہی، انحراف و بددینی اور برے اعمال خوشنما انداز میں پیش کرنے کا نتیجہ ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

حالانکہ ان ساری چیزوں کے باوجود صحابۂ کرام کی پاکیزہ ہستیاں عظیم پہاڑ کی مانند باقی رہ کر اپنی قدر و منزلت میں کمی لائے بغیر تلوار پر تلوار کو توڑتی اور کند کرتی رہیں گی اور ہمیشہ ان کے اعمال و کردار اور ترقیات و کارہائے نمایاں روشن چراغ بن کر ان کی سچائی کے گن گائیں گے اور جو ناحق ان پر زیادتی یا ان کی کردار کشی کا برا ارادہ رکھے گا تو ان کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضیا پاش کرنیں اسے جلا کر خاکستر کر دیں گی۔ جب ہم ان کی عزت و ناموس کا دفاع کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی محبت پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں اور اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارا حشر ان کے ساتھ فرمائے اور آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوتا ہے، لہٰذا ہمارے نزدیک صحابۂ کرام کی محبت ایسا عقیدہ ہو جائے جس پر ہم زندگی بسر کریں اور مریں اور اپنے بچوں اور بچیوں کے دلوں میں اس عقیدہ کی داغ بیل ڈالیں، اس کو اپنے نصاب تعلیم کی زینت بنائیں اور ہمارے ذرائع ابلاغ، خطباء اور معلّمین ان کے فضائل و مناقب کو ذکر کر کے فخر محسوس کریں۔ اس فقید المثال گروہ کا ہم پر یہ سب سے ادنیٰ اور کم تر فریضہ ہے۔ یہی امانت اور مقصد رسالت کو کما حقہ ادا کرنے کا تقاضا بھی ہے۔ عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹ رہے ہیں۔

☆☆☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

المصادر والمراجع

- أثر العلماء في الحياة السياسية في الدولة الأموية د. عبدالله بن عبدالرحمن بن زيد الخرعان، مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ.
- الاستنفار للذب عن الصحابة الأخيار، لسليمان العلوان، دار الصديق، ودار الإيمان.
- الاستيعاب في معرفة الأصحاب، لابن عبدالبر، بذيل الإصابة لابن حجر، تحقيق: د. طه محمد الزيني، نشر مكتبة الكليات الأزهري.
- أسد الغابة في معرفة الصحابة، لابن الأثير، تحقيق: محمد إبراهيم البنا، محمد أحمد عاشور، محمد عبد الوهاب فايد، طبعة دار الشعب، القاهرة.
- الإصابة في تمييز الصحابة: لأحمد بن علي بن حجر، تحقيق د. طه محمد الزيني، نشر: مكتبة الكليات الأزهرية بالأزهر، الطبعة الأولى: ١٣٩٦هـ /١٩٧٦م.
- البداية والنهاية، لابن كثير، تحقيق و مراجعة: محمد عبد العزيز النجار، نشر مؤسسة دار العربي للنشر والتوزيع، الرياض.
- التاريخ: ليحيى بن معين، دراسة وتحقيق: د. أحمد محمد نور سيف، نشر مركز البحوث العلمي بجامعة الملك عبدالعزيز، الطبعة الأولى: ١٣٩٩هـ.
- تاريخ اليعقوبي، لأحمد بن إسحاق اليعقوبي، تحقيق: خليل منصور، دارالكتب العلمية.
- تاريخ دمشق: لابن عساكر، تحقيق: عمرو بن غرامة العمروي، دار الفكر: ١٤١٥هـ/ ١٩٩٥م.
- تحقيق كتاب معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصفهاني، محمد راضي عثمان.
- تحقيق منيف الرتبة لمن ثبت له شريف الصحبة، صلاح الدين أبوسعيد خليل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بن كيكلدي بن عبدالله الدمشقي، تحقيق: عبدالرحيم محمد أحمد القشقري، دارالعاصمة الرياض.

- تذكرة الحفاظ، لمحمد بن عثمان الذهبي، طبعة مصورة عن الطبعة الهندية، دار إحياء التراث العربي بيروت.
- الجامع الصحيح، للترمذي، نشر دار الفكر.
- رسالة السنة: لعبد الله بن أحمد بن حنبل، تحقيق: د. محمد بن سعيد بن قالم القحطاني، مطبعة: دار ابن القيم – الدمام، الطبعة: الأولى، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.
- الروض الأنف، لعبد الرحمن السهيلي، تحقيق و تعليق: عبد الرحمن الوكيل، نشر دار الكتب الحديثة، القاهرة.
- السنة، لأبي بكر أحمد الخلال، تحقيق: د. عطية الزهراني، دار الراية الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٠هـ/ ١٩٩٠م.
- السنن الكبرى للبيهقي، تحقيق: د. عبد المعطي قلعجي، نشر: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٠٥هـ/ ١٩٨٥م.
- سنن النسائي، مكتب المطبوعات الإسلامية– حلب، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ–١٩٨٦م.
- السنن لابن ماجه، تحقيق: شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد – محمد كامل قره بللي – عبداللطيف حرز الله، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ/ ٢٠٠٩م.
- سير أعلام النبلاء، للذهبي، تحقيق شعيب الأرناؤوط، الطبعة الأولى: ١٤٠١هـ/ ١٩٨١م.
- السيرة والمغازي، لابن إسحاق، تحقيق: سهيل زكار، نشر: دارالفكر، الطبعة الأولى: ١٣٩٨هـ/ ١٩٧٨م.
- شذرات الذهب في أخبار من ذهب، لابن العماد الحنبلي، نشر: دار المسيرة، بيروت، الطبعة الثانية: ١٣٩٩هـ/ ١٩٧٩م.
- شرح السنة للإمام البغوي، جمع و ترتيب: زهير الشاويش، شعيب الأرناؤوط، نشر المكتب الإسلامي ١٣٩٥هـ/ ١٩٧٥م.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- صحيح البخاري، للإمام البخاري، نشر المكتبة الإسلامية، محمد أوزدمير، إستانبول، تركيا.
- صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: رئاسة إدارة البحوث والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، ١٤٠٠هـ/ ١٩٨٠م.
- الطبقات الكبرى، لابن سعد، نشر دار صادر، بيروت.
- عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسيرة، لابن سيد الناس، نشر دارالمعرفة بيروت.
- الفتاوى الكبرى، لابن تيمية، تحقيق و تصحيح: عبد الوهاب عبداللطيف، نشر مكتبة الرياض الحديثة، الرياض، ١٤٠٠هـ/ ١٩٨٠م.
- فتح الباري: لابن حجر العسقلاني نشر و توزيع إداراة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد، الرياض، تحقيق الشيخ عبد العزيز بن باز.
- فضائل الصحابة، لأحمد بن حنبل، تحقيق: وصى الله بن محمد عباس، من منشورات مركز البحوث العلمي بجامعة أم القرى، الطبعة الأولى: ١٤٠٣هـ / ١٩٨٣م.
- الكامل في التاريخ لابن الأثير، طبعة (مصورة) دار صادر بيروت، ١٣٨٥هـ/ ١٩٦٥م.
- الكفاية في علم الرواية: للخطيب البغدادي، تحقيق: أبو عبدالله الشورقي، إبراهيم حمدي المدني، المكتبة العلمية، المدينة المنورة.
- لسان العرب، ابن منظور: دار صادر، بيروت، ط. الثالثة، ١٤١٤هـ.
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، لعلي بن أبي بكر الهيثمي، نشر دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الثالثة: ١٤٠٢هـ/ ١٩٨٢م.
- المحبر، لابن حبيب محمد بن حبيب بن أمية، اعتنت بتصحيحه الدكتورة إيلزه ليختن شتينز، من منشورات دار الآفاق الجديدة بيروت.
- مروج الذهب، ومعادن الجوهر، لأبي الحسن علي المسعودي، المكتبة العصرية.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- المستدرک على الصحيحين في الحديث، لأبي عبدالله الحاكم، نشر دار الكتب العلمية.
- المسند، للإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: أحمد شاكر، نشر: دار صادر، المكتب الإسلامى.
- المصنف، لعبد الرزاق الصنعاني، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الثانية: ١٤٠٣هـ.
- المعرفة والتاريخ، ليعقوب بن سفيان الفسوي، تحقيق: أكرم العمرى، مطبعة الإرشاد بغداد، ١٣٩٤هـ.
- المغازي، لمحمد بن عمر الواقدي، تحقيق: مارسدن جونس، نشر: الأعلمي للمطبوعات بيروت.
- المغني في أبواب التوحيد والعدل، للنظام، الشركة العربية – مصر، الطبعة الأولى: ١٣٨٠هـ.
- منهاج السنة، للإمام ابن تيمية، تحقيق: محمد رشاد سالم، نشر جامعة الإمام محمد بن سعود، الطبعة الأولى، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.
- منهج كتاب التاريخ الإسلامي: لمحمد بن صامل العلياني السلمي، مطبعة دار طيبة بالرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.
- مواقف المعارضين في خلافة يزيد بن معاوية، لمحمد بن عبد الهادي الشيباني، نشر المكتبة المكية، ودار البيارق.
- الموضوعات، لجمال الدين عبد الرحمن الجوزي، ضبط و تقديم و تحقيق: عبد الرحمن محمد عثمان، نشر: محمد عبد المحسن صاحب المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، الطبعة الأولى: ١٣٨٦هـ/ ١٩٦٦م.
- وفيات الأعيان، لابن خلكان، تحقيق: إحسان عباس، نشر دار صادر بيروت.

☆☆☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

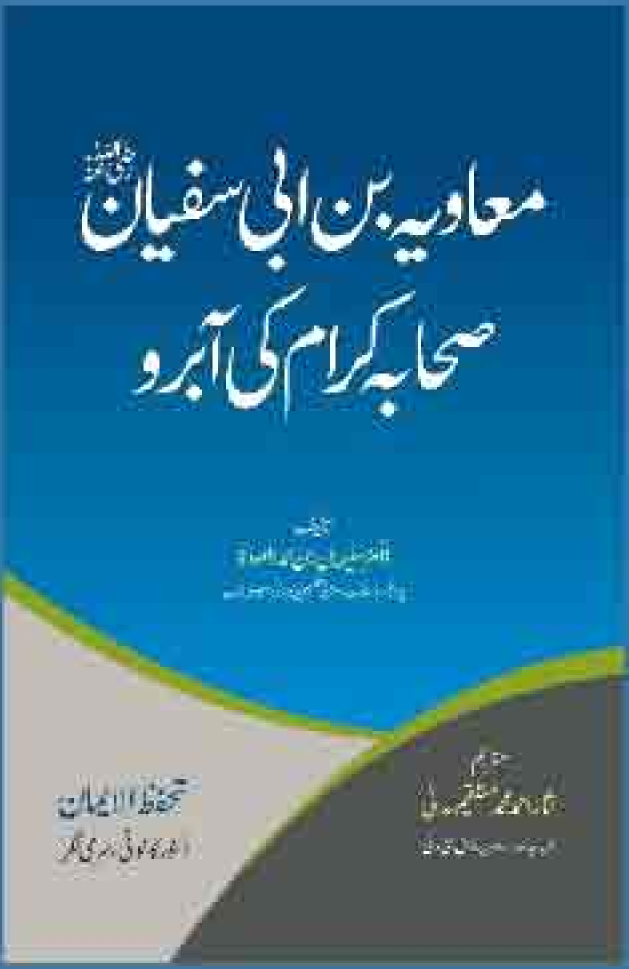

TAHAFFUZUL IMAN
Al-Noor Colony, Srinagar, M.: 9469033962